جلد ۲۴ | ۵ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۵۵ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۳ جولائی - آج بارہ بجے دوپہر کی گاڑی سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ڈلہوزی سے تشریف لائے۔ باوجود سخت موسمی حدت کے ایک جم غفیر سٹیشن پر ملاقات کے لئے پہونچ گیا۔ اور حضور نے ازراہ شفقت بہت دیر تک کھڑے رہ کر سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ کور کے والنٹیرز کا انتظام بہت اچھا تھا۔ حضور کے متعلق ۸ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو Pharyngitis کی ابھی تکلیف موجود ہے۔ آج Palpitation of Heart کی بھی حضور کو شکایت ہے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ بعض امور کی سرانجام دہی کے لئے آج شام کی ٹرین سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تعلقاتِ ارادت کو مضبوط رکھنے کی مساعی عمل میں لاتے رہو

"جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہیں۔ تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہیں۔ اور دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ انہیں موقعہ دے۔ تا وہ برکاتِ صحبت حاصل کریں۔ مگر افسوس کہ بعض ایسے ہیں۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گزر جاتے ہیں۔ اور ایک کارڈ بھی ان کی طرف سے نہیں آتا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان کے دل مر گئے ہیں۔ اور ان کے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔ ہم تو بہت دعا کرتا ہوں۔ کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے۔ جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں۔ اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں۔ اور روتے ہیں۔ اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے۔ اور بخیل اور ممسک۔ اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ یہ میری دعائیں خدا تعالےٰ قبول کرے گا۔ اور مجھے دکھائے گا۔ کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔ لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں۔ اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے۔ میں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

خدمت دین کیلئے بہترین موقع

ان دنوں جبکہ سکولوں۔ کالجوں۔ عدالتوں وغیرہ میں موسمی رخصتیں ہونے والی ہیں اور بعض اضلاع میں ہو چکی ہیں۔ احباب جماعت کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے مطالبہ تحریک جدید وقف رخصت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ اور اپنے ان اوقات کو خدمت دین کے لئے وقف کرنا چاہئے۔ ملازم اصحاب کو امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ کہ

"بعض ایسے ملازم ہوتے ہیں۔ جن کی تین ماہ کی رخصت جمع نہیں۔ ایسے لوگ جو بھی موسمی چھٹیاں یا حق کے طور پر چھٹیاں ہوں۔ انہیں وقف کر دیں۔ ان کو قریب کے علاقہ میں ہی کام پر لگایا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر دوست چھٹیوں کو ہی معقول طریق پر تبلیغ میں صرف کریں۔ تو تھوڑے عرصہ میں کایا پلٹ سکتی اور رنگ بدل سکتا ہے"

امید ہے۔ کہ احباب خاص طور پر اس مطالبہ کی طرف توجہ فرمائیں گے :۔

(انچارج تحریک جدید۔ قادیان)

ضروری اعلان

اگر کسی دوست کے پاس حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے درس قرآن کے آخری پندرہ پارہ (از سورۃ مریم تا آخر) کے نوٹ یا ان کا کوئی حصہ ہو۔ تو وہ اطلاع دیں۔ کہ ان کے پاس کس قدر نوٹ ہیں۔ اور ان کی ایک صاف نقل یا اصل نوٹ دفتر ہذا میں بھیجکر ممنون فرمائیں۔

(ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

کا ڈھول ان کے اخبارات میں پٹتا ہے۔ اور نہ اپنی جماعتوں کی طرف سے ان کے متعلق کوئی اطلاع آتی ہے۔

مندرجہ بالا دونوں صورتوں میں سے اگر کوئی بھی صورت نہیں تب بھی احباب کا فرض ہوگا کہ وہ ہر جگہ مقامی جلسہ منعقد کر کے اس فریضہ تبلیغ کو ادا کریں۔ جو آج سب فرائض سے اہم اور زیادہ ضروری ہے۔ اور جس سے ہماری دنیوی و اخروی نجات وابستہ ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے گذشتہ مجلس مشاورت پر نمائندوں کو مخاطب کر کے تاکید فرمائی تھی۔ کہ وہ اپنے اپنے مقامات پر جلسے کر کے احراری افتراء پردازیوں کی حقیقت آشکار کریں۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ اس وقت تک باوجود قلت مبلغین اور قحط الرجال کے جماعتوں کے مطالبات بفضلہ تعالے اپنی استطاعت کے مطابق پورے کرتی چلی آ رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ضلع وار جماعتوں کے معائنہ کا بھی اہتمام کر رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالے آئندہ بھی قبل از وقت اطلاع ملنے پر مقامی جماعتوں کی ضرورت پوری کی جائے گی۔ بشرطیکہ اسے اس بات کا پابند نہ کیا جائے۔ کہ فلاں مبلغ ضرور بھیجا جائے۔ بسا اوقات مطلوبہ مبلغین پہلے ہی دوسرے مقامات میں مشغول ہوتے ہیں اور اس قسم کی پابندی نظارت کے لئے تکلیف مالا یطاق ہوتی ہے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۹ جولائی سے ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
۱	نواب الدین صاحب	ضلع منٹگمری	۹	ایک صاحب	امرتسر
۲	اقبال محمد صاحب	" ہوشیارپور	۱۰	سعیدہ بیگم صاحبہ	پونچھ
۳	مسماۃ حسن بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ	۱۱	محمد بی بی صاحبہ	"
۴	خدا بخش صاحب	" "	۱۲	پی موسئے صاحب	مالا بار
۵	عبد الخالق صاحب	" بھاؤ نگر	۱۳	مسماۃ جینا بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۶	مسماۃ بھتی صاحبہ	" ہوشیارپور	۱۴	مستری شکر الدین صاحب	" سیالکوٹ
۷	فضل محمد صاحب	" "	۱۵	ایک کنبہ جو ۲۲ اشخاص	
۸	بدر الدین صاحب	" "		پر مشتمل ہے۔	" جالندھر

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا

(۱) میرے والد محترم ملک نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر جابہ کے ہائی سکول بیمار ہیں احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار صلاح الدین خالد دار الفضل قادیان (۲) خاکسار کی صحت نیز مالی مشکلات کے دور ہونے کیلئے احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد شریف ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور (۳) خاکسار کی اہلیہ گذشتہ ہفتہ سے بعارضہ ذہرباد سخت بیمار تھی۔ خدا تعالے نے محض اپنے فضل سے اس کی مایوسی کی حالت کو امید میں بدل دیا۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالے اسے کامل صحت عطا فرمائے۔ اور اس کی بقیہ بیماری کو بھی دور کر دے خاکسار غلام محمد قصبہ پانپور کشمیر۔ (۴) میرے ماموں سفیر الدین صاحب اور میری ہمشیرہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار سید منظور الحق۔ قادیان۔ (۵) میرا بچہ چند یوم سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار سید عمر شاہ قادیان (۶) میرا بچہ عبد الحمید خان پانچ چھ امراض میں ایسا مبتلا تھا۔ کہ اس کے بچنے کے ظاہری آثار مطلقاً دکھائی نہ دیتے تھے۔ مگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے اور احباب کی دعاؤں کی برکت سے اُسے بہت کچھ افاقہ ہو گیا۔ اب صرف اس کو کھانسی کی شکایت ہے۔ نیز اس کے حلق و زبان پر چھالے ہیں۔ احباب اس کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد علی خان اشرف۔ ہوشیارپوری

دعائے نعم البدل

۲۳ جولائی کی شب میرا بچہ عبد الحمید بعمر گیارہ ماہ اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب دعائے نعم البدل کریں۔ خاکسار عبد الرحیم خان کالا گوجرانوالہ

کارکنان جماعتہائے احمدیہ کیلئے ایک ضروری اطلاع

کچھ عرصہ ہوا۔ احرار اپنے جلسوں کا اعلان بڑے طمطراق سے کیا کرتے تھے۔ اور طرفہ یہ کہ جتنے ان کے سرغنہ مولوی اور لیکچرار ہوتے۔ ان کی لمبی چوڑی فہرست شائع کر کے ان کی طرف سے پبلک کو یہ دھوکہ دیا جاتا۔ کہ گویا وہ سب کے سب جلسہ میں شامل ہو کر تقریریں کریں گے۔ اصل سے ان کی ایک غرض یہ ہوتی۔ کہ لوگ کثرت سے شامل ہوں۔ اور روپیہ زیادہ جمع کیا جا سکے۔ مگر اب احراری ٹولہ نے یہ دیکھ کر کہ احمدی مبلغین ان کا جا بجا تعاقب کر کے ان کے فریب کو نمایاں کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے جلسوں کے اعلان بند کر دیئے ہیں۔ غالباً ہنڈیا کا اُبال ختم ہو چکا ہے۔ یا وہ عمداً اپنی نقل و حرکت کو مخفی رکھنا چاہتے ہیں۔ بہر صورت ہر جگہ کے کارکنوں کا فرض ہے۔ کہ احرار کے جلسوں وغیرہ کے متعلق نظارت کو مطلع رکھیں۔ دس پندرہ دن سے نہ احراری جلسوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۵ - جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

خدا تعالےٰ نے اخلاق کی درستی اور مادی ترقی کو مذہب کے تابع کر دیا ہے

سچا مذہب حاصل کر کے انسان دُنیا کا بھی سب کچھ حاصل کر سکتا ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۷ - جولائی ۱۹۳۶ء بمقام ڈلہوزی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ جسے
اللہ تعالےٰ نے

سب فطرتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے

تجویز فرمایا ہے۔ دُنیا میں مذہب اور اخلاق اور انسان کی وُہ ضروریات جو اس کے جسم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وُہ ایسی مشترک ہیں۔ کہ ان میں آپس میں فرق کرنا مشکل ہے۔ جب کبھی ہم نیچے سے اُوپر کی طرف آتے ہیں۔ یعنی جسم کی ضرورتوں کے تقاضوں پر غور کرتے ہُوئے اخلاقیات اور پھر مذہب کی طرف آتے ہیں۔ تو بظاہر ساری مادیات کا ہی جزو معلوم ہوتی ہیں اور اگر ہم اُوپر سے نیچے کی طرف آتے ہیں۔ یعنی

مذہب سے مادیات کی طرف

آتے ہیں۔ تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری باتیں مذہب سے تعلق رکھتی ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ بعض لوگ جو مادیات پر غور کرنے کے عادی ہیں۔ آہستہ آہستہ مذہب کی تمام ضرورتوں اور اس کے تمام احکام کو مادیات کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ اور جو مذہب پر غور کرنے کے عادی ہیں۔ وُہ ہر ایک شے کو مذہب کا جزو قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کے نزدیک دُنیا کی معمولی سے معمولی بات بھی مذہب کا حصہ ہے۔
ہندوستان اور یورپ میں یہ

امتیازی نشان

ہے۔ کہ ہندوستانی لوگ ہر ایک بات کو خواہ اخلاق سے تعلق رکھتی ہو۔ یا مادیات سے۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ اسے مذہب کا جزو بنا دیں اور یورپین لوگوں کی یہ کوشش ہوتی ہے۔ کہ روحانیات اور اخلاقیات کو

مادی دُنیا کا حصہ

بنا دیں۔ وُہ لوگ اگر الہام پر غور کرنے لگتے ہیں۔ تو یہی کہتے ہیں۔ کہ یہ انسانی افعال کا جزو ہے۔ وُہ اخلاق پر غور کرینگے تو اسی نقطۂ نگاہ سے کہ اس سے انسان کو دُنیوی فائدہ ہوتا ہے۔ اور اگر مذہب پر غور کریں گے۔ تو یہی کہیں گے۔ کہ ادنےٰ قسم کے لوگ جو غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ مذہب کے نام سے

جرائم اور فتنہ وفساد

سے بچ جاتے ہیں۔ اس کے مقابل پر ہندوستان میں خصوصاً مسلمانوں کو دیکھا جائے۔ تو وُہ ہر چیز مذہب کا حصہ بنانے کی فکر میں ہیں۔ گویا نماز روزہ سے اتر کر اخلاق اور دُنیوی تمام ضروریات خواہ کسی انجمن کا قیام ہو یا کسی جلسہ کا انعقاد ہو۔ وُہ کہتے ہیں۔ کہ وُہ ہمارے نزدیک اسلام کا حصہ ہیں۔ اور ان میں شامل نہ ہونے والا کافر و مرتد ہے۔ اس معاملہ نے آہستہ آہستہ ایسا

خطرناک غلو

پیدا کیا ہے۔ کہ چھوٹی سے چھوٹی جزئیات بھی خواہ وُہ مادی ہوں۔ یا اخلاقی مذہب کا حصہ ٹھیرائی گئی ہیں۔ اور اب تو مذہب آدمیوں کے نام پر ہو گیا ہے۔ فلاں مولانا صاحب کا یہ مذہب ہے اور فلاں عالم کا یہ۔ اور اس طرح اسلام میں اب کوئی حقیقت باقی نہیں رہی۔ اور یہ لوگ اسلام سے دور جا پڑے ہیں:-
غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ درحقیقت

مادیات اخلاق اور مذہب

اسی قدر قریب ہیں۔ کہ عام آدمی کو معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کہاں سے ایک کی حد شروع ہوتی ہے۔ اور کہاں ختم ہوتی ہے۔ اگر مذہب اخلاقیات سے اتنا قریب نہ ہوتا۔ کہ انسان کو پتہ نہ لگتا۔ کہ مذہب اپنی حد سے نکل کر

اخلاقیات کی حد

میں داخل ہوتا ہے۔ یا اخلاقیات۔ مادیات سے اتنا قریب نہ ہوتے۔ کہ انسان کو معلوم نہ ہوتا۔ کہ اخلاقیات اپنی حد سے نکل کر مادیات کی حد میں داخل ہوتے ہیں۔ تو اتنا اختلاف جو آج پایا جاتا ہے۔ نہ ہوتا۔
پس دونوں قوموں کے اختلاف سے معلوم ہوا۔ کہ دونوں

ایک زنجیر کی کڑیاں

ہیں۔ اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور اتنی قریب ہیں۔ کہ انسان نہیں سمجھ سکتا۔ کہ دونوں کی حدود کیا ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ نیچے سے اوپر جانے کی وجہ سے یعنی مادیات سے مذہب کی طرف جانے کی وجہ سے

چونکہ انسان مادیات سے اثر قبول کر چکا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اوپر کی چیزوں کو مادیات کے تابع کرتا چلا جاتا ہے۔ اور جو مذہب کا مطالعہ کرتے ہوئے مادیات کی طرف آتا ہے۔ وہ اخلاقیات اور مادیات کو بھی مذہب کے تابع کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اوپر سے اثر قبول کر چکا ہوتا ہے۔ اور چونکہ ان میں آپس میں کامل مشابہت ہے۔ اس لئے امتیاز مشکل ہے۔ اسی امتیاز کے نہ کرنے کی وجہ سے

دو گروہ

پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک ہر شے کو مادیات کے تابع کرتا ہے۔ اور دوسرا ہر شے کو روحانیات کے۔ مگر باریک نظر والا ان دونوں گروہوں کو غلطی پر قرار دیگا اوپر سے نیچے آنے والے نے فرق کو دیکھا نہیں۔ اس نے غلطی کی۔ اور نیچے سے اوپر جانے والے نے تفاوت کی طرف نگاہ نہ اٹھائی۔ اس نے بھی غلطی کی۔ لیکن

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی

میں دونوں پہلو نظر آتے ہیں۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ دُنیا کے مادی مصلح بھی ہیں۔ اخلاقی مصلح بھی ہیں۔ اور روحانی مصلح بھی ہیں۔ اور آپ کی حیات طیبہ تمام کی جامع نظر آتی ہے اگر ایک طرف آپ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃ

تو دوسری طرف روحانیت کی تکمیل کے متعلق زور دیتے ہیں۔ دعا کا تعلق اللہ تعالےٰ اور بندے کے درمیان ایسا ہے۔ جیسے بچے اور ماں کا تعلق۔

دعا کے معنے

پکارنے کے ہیں۔ پکارنے والا تب پکارتا ہے۔ جب اسے یقین ہو۔ کہ میری مدد کرے گا۔ کیونکہ کون اپنے دشمن کو مدد کے لئے پکارتا ہے؟ کہ مجھے آکر بچاؤ۔ بلکہ انسان ایسے وقت میں خاموش رہتا ہے۔ تاکہ کوئی اس پر ہنسے نہیں۔

دعا میں تین چیزیں

پائی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ اپنے دل میں یقین کرے۔ کہ میری بات قبول کی جائیگی دوسرے یہ اعتماد رکھے۔ کہ جس کو میں پکارتا ہوں۔ اس میں میری مدد کرنے کی طاقت ہے۔ تیسرے ایک فطرتی لگاؤ جو انسان کو باقی ہر قسم کے لگاؤ سے پھیر کر اسی کی طرف لے جاتا ہے۔ پہلے دو تو

عقلی نکتے

ہیں۔ تیسری فطرتی محبت ہے۔ جو دوسری طرف سے اس کی آنکھ کو بند کر کے محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔ بچہ اور ماں کی مثال کو دیکھ لو۔ بچہ کا ماں سے فطرتی تعلق ہوتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ ماں اس کی مدد کر سکے۔ یا نہ کر سکے۔ وہ اسے پکارتا ہے۔ ایک سمندر میں ڈوبنے والا بچہ باوجود یہ جاننے کے کہ میری ماں تیرنا نہیں جانتی۔ پھر بھی اپنی ماں کو آواز دیتا ہے۔ کہ مجھے بچاؤ۔ کسی دوسرے کو آواز نہیں دیتا۔ کہ کوئی مجھے بچائے۔ بلکہ بے اختیار اپنی ماں کو پکارتا ہے۔ یہ

جذباتی تعلق

ہے۔ جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الدعاء مخ العبادۃ بغیر دعا کے انسان کے ایمان کو کامل نہیں کیا جا سکتا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بندے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان تعلق کو

ماں اور بچہ کا سا تعلق

قرار دیا ہے کہ دنیا سے آنکھ بند کر کے اسی کی طرف بھاگے۔ جب کبھی دکھ پہونچے۔ تو بھاگ کر اسی کے آستانہ پر گرے۔

دوسری چیز اخلاق ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسے

باریک در باریک اخلاقی پہلو

معلوم ہوتے ہیں۔ کہ باریک نگاہ والے بھی دیکھ نہیں سکتے۔ مثلاً بیویوں کے معاملہ میں ہی آپ کے متعلق آتا ہے۔ کہ جب کوئی آپ کی بیوی پانی پیتی۔ آپ اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیتے۔ جہاں سے اس نے پیا ہوتا۔ یہ کتنی چھوٹی سی بات ہے مگر کیا باریک نکتہ ہے۔ کہ

انسانی محبت

بڑے بڑے معاملات سے نہیں۔ بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ اخلاق کے بڑے معاملات میں بھی آپ نے ایسی تعلیم دی ہے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ یہ شخص ساری عمر اخلاقیات کا مطالعہ کرتا رہا ہے۔ بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات رشتہ داروں کے باہمی تعلقات۔ انسان کے ذاتی کیرکٹر کی تفصیلات۔ جھوٹ۔ خیانت۔ بدگمانی سے پرہیز۔ تمام امور نظر آتے ہیں۔ اور کوئی ایسی بات نہیں۔ جس کا ذکر نہ آیا ہو۔ بلکہ اپنی ذات میں ایک

کامل نمونہ

دکھایا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو بیسیوں زندگیاں عطا ہوں۔ تب بھی اس کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ تیسری چیز مادیات ہیں۔ ان کے لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں

مادیات میں اصلاح کی تعلیم

بھی معلوم ہوتی ہے۔ سڑکوں کو کھلا رکھو۔ پانی کی صفائی رکھو۔ رستہ کی صفائی کرو۔ مکان کشادہ بناؤ۔ وغیرہ احکام سے آپ کی تعلیم پُر ہے۔ پس مادیات کے لحاظ سے بھی آپ کی تعلیم ایسی مکمل ہے۔ کہ حیرت آجاتی ہے۔ تمام ضروری مادی چیزیں خواہ وہ سیاست سے تعلق رکھتی ہوں۔ یا تمدن سے تعلق رکھتی ہوں۔ یا تجارت سے یا صنعت سے متعلق ہوں۔ ہر ایک شے کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اپنی جگہ پر بیان فرمایا ہے۔ لیکن باوجود اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے لوگوں کی طرح یہ نہیں کیا۔ کہ دنیا کی

ہر شے کو مذہب کا حصہ

قرار دے دیا ہو۔ مثلاً آپ کے متعلق واقعہ آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ کچھ لوگ کھیتی باڑی کر رہے تھے۔ آپ پاس سے گذرے تو وہ نر و مادہ پودوں کو ملا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا حرج ہے۔ اگر نہ لگاؤ۔ لوگوں نے لگانے چھوڑ دیئے۔ تو دوسرے سال پھل

بہت کم آیا۔ آپ نے ان درختوں کو دیکھ کر دریافت فرمایا۔ تو لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ ہی فرمایا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے حکم نہیں دیا تھا۔ آپ لوگ اپنی دُنیاوی باتوں کو مجھ سے اچھا جانتے ہیں۔

اب گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

مادیات کو مذہب سے جدا کر دیا!

وہ زبان بھی خدا کے رسول کی زبان تھی۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ خدا کے رسول کی زبان تھی۔ آپ نے مادیات کو مادیات قرار دے کر فرمایا۔ کہ تم ان باتوں کو زیادہ جانتے ہو۔ مگر آجکل کے مولوی تو ایسا کرتے ہیں۔ کہ خواہ ان کے منہ سے انہونی بات بھی نکلے۔ اسکے نہ ماننے سے اسلام کے دائرہ سے خارج اور کافر و مرتد ہونے کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف

مغربی گروہ

ہے۔ اس کے نزدیک مذہب پر نہ ایمان لانا ضروری ہے۔ نہ انکے نزدیک آپ کی تعلیم کی عزت ہے۔ نہ اخلاق کی حرمت۔ وہ سب کو مادی قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ ان کے فلاسفروں نے کہا۔ کہ سوال یہ نہیں۔ کہ خدا نے دنیا کو کس طرح پیدا کیا۔ بلکہ یہ ہے کہ انسان نے خدا کو کس طرح پیدا کیا۔ ان کے نزدیک

خدا کا سوال انسانی ارتقاء کا نتیجہ ہے

اور یہ کہ بیشک خدا کا وجود ایک حقیقت ہے لیکن دماغی ترقی کی وہ انتہائی کڑی ہے اور کچھ نہیں۔ ان کے نزدیک انسان نے اپنے لئے ایک اچھا نمونہ تلاش کرنا چاہا۔ جب وہ انسانوں میں ایک عمدہ نمونہ تلاش نہ کر سکے۔ تو انہوں نے انسانوں سے باہر

ایک ذہنی نقشہ

تیار کیا۔ پہلی کوشش انسان کی ایسی کامیاب نہ تھی۔ مگر جوں جوں وہ زیادہ غور کرتا گیا۔ زیادہ ترقی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے ایک کامل نقشہ تیار کر لیا اس کا نام خدا ہے۔ اور ہر انسان کا

فرض ہے۔ کہ اس کا حکم مانے۔ یعنے اس کی نقل کرنے کی کوشش کرے۔ بغیر اس کی نقل اتارنے کے انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔

یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم بھی خدا تعالےٰ کو مانتے ہیں۔ اور اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں۔ کہ خدا نے انسان کو پیدا کیا۔ بلکہ اس لئے کہ انسان نے آخرکار ایک کامل وجود کو دریافت کر لیا۔ غرض ان لوگوں نے خدا کو بھی

مادیات کا حصہ

قرار دے لیا ہے۔ اور دوسری طرف ہندوستان کے مولویوں نے ہر ایک شے حتیٰ کہ اخبار سوسائٹی اور جلسہ کو بھی مذہب کا حصہ ٹھہرا لیا ہے۔ لیکن اس طریق سے نہ دُنیا کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ نہ مذہب کی۔ جس گروہ نے

مادیات کو روحانیات کے تابع

کیا۔ وُہ کہتا ہے۔ کہ نماز پڑھنے سے دُنیا حاصل ہو جاتی ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے۔ کہ دُنیا میں کمانا۔ کھانا کھلانا خدا کے حصول کا موجب ہے۔ یہ دین کو خیالی نقطہ سے حاصل کرنا چاہتا ہے اور وُہ دُنیا کے پیچھے تمام روحانیات کو قربان کرنا چاہتا ہے۔

پس یہ

دونوں دھوکہ خوردہ اور دھوکہ دینے والے ہیں

اصل حقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں۔ اور دونوں ضروری ہیں۔ اور ان کو ملانا جائز نہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ کہ بے شک عبادت ضروری ہے لیکن و لنفسك عليك حقٌ - و لزوجك عليك حقٌ و لجارك عليك حق۔ مگر تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیرے ہمسایہ کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پس ہمیں تینوں قسم کے ذرائع کا استعمال ضروری ہے۔ ان میں سے ایک تو دُعا، توجہ الی اللہ اور انابت اور عبادت سے کام لینا ضروری ہے۔

دوسرے نفس پر قابو پانا۔ جذبات کو دبانا اور علم النفس پر غور کرنا۔ تیسرے مزدوری اور اپنے پیشہ میں دیانت سے کام لینا علم دُنیوی اور سائنس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ پس ہر ایک شے ضروری ہے۔ مگر

الگ الگ دائرہ کی ضرورت ہے۔

جو ایک دوسرے کو ملا دے گا۔ یا تقدیم تاخیر کرے گا۔ وُہ غلطی کرے گا۔ یورپ نے روحانیت کو دُنیا کے تابع کر کے دُنیا کو حاصل کر لیا۔ دُوسرا فقرہ اس کے برعکس یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہندوستان نے مذہب کو مقدم کر کے مذہب کو حاصل کر لیا۔ لیکن افسوس کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ ہندوستان نے خدا کے مذہب کو مقدم نہیں کیا۔ بلکہ اپنے

نفسانی جذبات کا نام مذہب

رکھا۔ اس لئے اسے نہ مذہب ملا۔ نہ دُنیا اس لحاظ سے

یورپ کو فضیلت

ہے۔ کہ اس نے کچھ تو حاصل کر لیا جس کو مقدم کیا۔ وُہ تو مل گیا۔ مگر انہوں نے جس کو مقدم کیا۔ اسے بھی کھو بیٹھے۔ اسی حالت کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کے مامور آتے ہیں۔ جو لوگوں کی صحیح راہنمائی کر کے مذہب کو مذہب کی جگہ اور اخلاق کو اخلاق کی جگہ۔ اور دُنیا کو دنیا کی جگہ رکھتے ہیں۔ بظاہر وُہ

روحانی پیغام

لے کر آتے ہیں۔ مگر ان تینوں چیزوں کا گہرا تعلق ہے اور رُوحانیت میں کمال سے اخلاق کا درست ہونا لازمی امر ہے۔ اخلاق کی نگہداشت سے مادیت کی درستی لازمی ہے۔ مگر اس کا عکس درست نہیں۔ یعنے یہ ضروری نہیں۔ کہ جس کی دُنیا درست ہو۔ اس کے اخلاق بھی درست ہوں۔ اور جس کے اخلاق درست ہوں۔ اس کا مذہب بھی درست ہو۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ خدا کا منشا انسان کو اپنی طرف لانے کا ہے۔ پس اس نے اخلاق کی درستی اور مادی ترقی کو مذہب کے تابع کر دیا ہے۔ تاکہ جو شخص اس کی طرف توجہ کرے۔ اسے باقی سب کچھ آپ ہی آپ مل جائے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ کامل مومن کو سب ترقیات حاصل ہوتی ہیں۔

مگر کامل دُنیا دار کے متعلق فرماتا ہے

ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ان کی سب کوشش دنیا میں ہی غائب ہو جاتی ہے۔ گویا روحانیت کے قبول کرنے والے کے لئے یعنی اوپر سے نیچے آنے والے کے لئے سیڑھی موجود ہے۔ مگر نیچے سے اوپر جانے والے کے لئے سیڑھی موجود نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ دنیا میں ان تینوں امور کے حصول کے لئے الگ الگ ذرائع ہیں۔ لیکن ایک ذریعہ مشترک بھی ہے اور وہ

خدا تعالےٰ سے کامل تعلق

پیدا کرنا ہے۔ اخلاق کے لئے کوشش کرنے سے اخلاق مل جائیں گے۔ مادیات کے لئے کوشش سے مادیات حاصل ہو جائیں گی۔ مگر ہر ایک کوشش کا نتیجہ اسی دائرہ کے اندر محدود رہے گا۔ مگر روحانیت کی درستی کرنے والے کو ساری چیزیں مل جائیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لاتے وقت اس بات کی بیعت نہیں کرتے تھے۔ کہ گلیاں چوڑی رکھیں گے۔ سڑکیں کھلی رکھیں گے صفائی کریں گے بلکہ لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے تھے۔ اسی سے اخلاق درست ہوتے تھے۔

اخلاق کی درستی سے لازماً دُنیا درست ہوتی تھی۔

اس وقت ایک مسلمان کے مونہہ سے نکلی ہوئی بات کو دُنیا میں کوئی رد نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وُہ سچ بولتا تھا۔ اور تجارت میں دیانتدار دیکھ کر دُنیا گویا مسلمان ہی کو تجارت سپرد کر دیتی تھی۔ اور رعایا سے انصاف برتتے ہوئے دیکھ کر وُہ لوگ چاہتے تھے۔ کہ مسلمان ہی ہمارے حاکم ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا واقعہ

ہے۔ کہ ایک موقعہ پر آپ کو شام سے فوج ہٹانی پڑی۔ کیونکہ رومیوں کی فوج زیادہ تھی۔ لیکن شامی لوگ روتے اور اصرار کرتے تھے۔ کہ ہم آپ کی مدد کرینگے آپ یہاں سے نہ جائیں۔ باوجود اس کے کہ رومی بھی عیسائی تھے۔ اور شامی بھی عیسائی تھے۔ مگر باوجود رومیوں کے ہم مذہب ہونے کے شامی اس بات پر آمادہ تھے۔ کہ مسلمانوں کی مدد کریں۔ اور اپنی قوم کے ماتحت رہنا پسند نہ کرتے تھے اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ مسلمان

اپنے ماتحتوں سے دیانتدارانہ سلوک

کرتے تھے۔

پس گو بادشاہت دُنیوی شے ہے ہر مذہب کے لوگ بادشاہ ہوتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی بادشاہت دُنیوی نہ تھی۔ یہ بادشاہت ان کو مذہب کے طفیل ملی تھی۔ اس لئے مذہب کے پیچھے چلتی تھی۔ اور اس وجہ سے اس میں ایسی خوبیاں تھیں۔ کہ ان سے مذہبی اختلاف رکھنے والے بھی نہ چاہتے تھے۔ کہ مسلمانوں کی بادشاہت جاتی رہے۔ مگر گو یہ حکومت لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے طفیل ملی تھی۔ لیکن صرف زبانی دعوے کے طفیل نہیں۔ بلکہ حقیقی ایمان کے طفیل سے۔ کیونکہ زبانی دعوے والا تو دنیا سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ مگر جسکو سچا مذہب مل جائے اسکے اخلاق بھی درست ہو جاتے ہیں اور دُنیا بھی۔ پھر چونکہ خدا تعالےٰ کو سب دُنیا پر بادشاہت حاصل ہے۔ اس لئے وہ سچے مذہب کے حامل کو ظلی طور پر بادشاہت دیدیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک تاجر کی مثال اکثر سُنایا کرتے تھے۔ کہ اس نے ایک دفعہ کچھ رقم شہر کے بڑے قاضی کے پاس امانت رکھی۔ کہ جب میں سفر سے واپس آؤں گا۔ تو اپنی امانت لے لونگا۔ لیکن جب وُہ واپس آیا۔ اور اس نے اپنی تھیلی مانگی۔ تو قاضی نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ

کیسی تھیلی اور کیسی امانت

تاجر نے بہتیرے آتے پتے بتائے کہ فلاں وقت تھا اور فلاں دن تھا۔ اس طرح آپ بیٹھے تھے۔ قاضی نے کہا۔ کہ مجھے تو کوئی یاد نہیں۔ اور میں تو امانتیں رکھا ہی نہیں کرتا۔ اس جواب پر تاجر بہت پریشان ہوا۔ آخر اسے کسی نے بتایا۔ کہ ہفتہ میں فلاں دن

بادشاہ کا کُھلا دربار

ہوتا ہے۔ اور ہر شخص جا کر عرض کر سکتا ہے۔ تم اس دن جانا۔ اور جا کر اپنا قصہ سُنانا۔

اس سنے ایسا ہی کیا۔ مگر چونکہ تاجر کے پاس ثبوت کوئی نہیں تھا۔ اس لئے بادشاہ نے کہا۔ کہ شہر کے قاضی کو میں بغیر ثبوت کے کس طرح پکڑ سکتا ہوں۔ ہاں ایک صورت ہوسکتی ہے۔ کہ فلاں دن میری سواری اور جلوس نکلے گا۔ تو قاضی کے قریب ٹھہرنا۔ میں جب آؤنگا۔ تو تم سے بے تکلفی سے باتیں کرونگا۔ اور تم آگے سے ایسا ظاہر کرنا۔ کہ گویا تم میرے دوست ہو۔ ڈرنامت میں تمہیں کہونگا۔ کہ آپ ملے نہیں تو آگے سے جواب دینا کہ پہلے میں تو سفر پر گیا ہوا تھا۔ پھر جب آیا۔ تو کچھ امانت ایک صاحب کے پاس رکھی ہوئی تھی۔ اس کا جھگڑا تھا۔

وصولی کی کوشش

میں ہوں۔ اس لئے نہ مل سکا۔ تو میں کہونگا کہ نہیں تمہیں چاہئے تھا۔ کہ ہمیں آکر ملتے اور آخر ایسے جھگڑے بھی ہمارے پاس ہی آتے ہیں۔ پھر ہمیں آکر کیوں نہ کہا۔ تو جواب دینا کہ اچھا اگر طے نہ ہوا۔ تو پھر حاضر ہوجاؤنگا۔

چنانچہ اس تاجر نے ایسا ہی کیا۔ قاضی جو پاس ہی سلام کے لئے کھڑا تھا۔ اس نے یہ باتیں سنکر تاجر کو اپنے پاس بلایا۔ اور کہا۔ کہ میاں تم اس دن آئے تھے۔ اور کسی تھیلی کا ذکر کرتے تھے۔ میرا حافظہ کچھ کمزور ہوگیا ہے۔

کوئی نشان بتاؤ

تو شاید مجھے امانت یاد آجائے۔ تاجر نے پھر پہلی ہی کہانی دوہرا دی۔ کہ اس اس طرح میں آیا۔ اور آپ فلاں مجلس میں بیٹھے تھے۔ اور یوں میں نے تھیلی دی تھی۔ تو قاضی کہنے لگا۔ کہ آپ نے پہلے کیوں نہ بتایا۔ یہ امانت تو میرے پاس محفوظ ہے۔ اور روپیہ لاکر تاجر کے حوالے کر دیا۔ تو جب ایک دنیوی بادشاہ جس کو محدود طاقت حاصل ہے۔ اس کی دوستی انسان کو یہ مقام دیتی ہے۔ کہ اس سے بڑے بڑے لوگ خوف کھاتے ہیں۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ

خدا تعالےٰ کی دوستی

کسی کو حاصل ہو۔ اور دنیا اس کے قدموں پر نہ گر جائے۔ اس کا تعلق دیکھکر تو ہر ذرہ آگے بڑھتا ہے۔ کہ اس انسان کے

قدموں پر نثار ہوکر

خدا تعالےٰ کی نظروں میں جگہ پائے۔

پس سچا مذہب حاصل کرکے انسان ساری دنیا کو حاصل کرسکتا ہے۔ اور مذہب کے آنے سے سب باتیں آجاتی ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ باتیں جو صحابہ کرام کو حاصل ہوئیں۔ تو انہوں نے دنیاوی طور پر حاصل نہیں کیں۔ بلکہ دنیا مذہب کے تابع ہوکر انہیں ملی۔ مگر اس کے لئے ایمان کامل ضروری ہے۔ جو

خدا تعالےٰ کی رضا

کو جذب کرے۔ مثلاً ایک شخص جسے کامل ایمان حاصل ہو۔ وہ کس طرح اعلےٰ اخلاق کو چھوڑ سکتا ہے۔ اور اگر

اخلاق کے سارے شعبے

انسان اختیار کرے۔ اور ان پر عمل کرے تو سچائی۔ دیانت۔ امانت۔ تقویٰ اور طہارت سبھی کچھ اسے حاصل ہوگا۔ اور ان کا لازمی نتیجہ علم ہنر ہوشیاری اور محنت ہوگا۔ اور ایسے شخص کو لازماً دنیا بھی حاصل ہوجائے گی۔

پس مومن کو سب سے زیادہ توجہ

روحانی تعلق

کی طرف کرنی چاہیئے۔ ان لوگوں کی طرح نہیں۔ جو آجکل سمجھتے ہیں۔ کہ منہ سے اقرار کافی ہے۔ خدا تعالےٰ کی محبت زبان کی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ دل سے ہی ہوسکتی ہے۔ اور جب ایسا ہوتا ہے۔ تو پھر انسان

ہر شے پر قبضہ

کرلیتا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ منہ کی تھوک سے یا ایک قطرہ سے پہاڑ ڈھلک جائیں۔ مگر بادلوں سے ڈھلک جاتے ہیں اسی طرح اگر دل سے محبت کا دھواں اُٹھے تو اس سے اہم نتائج پیدا ہوں گے مگر جو منہ سے دعوےٰ کرتا ہے۔ وہ پاگل ہے اسے نہ دین ملیگا نہ دُنیا۔

مومن کو

کامل بننے کی کوشش

کرنی چاہئے۔ کیونکہ کسی نے کہا ہے۔ ع

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

جب تک کوئی انسان کمال حاصل نہ کرے انعام نہیں مل سکتا۔ مذہب میں داخل ہونے سے بھی کمال ہی فائدہ دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ آجکل ہم سے فائدہ وہی اٹھا سکتے ہیں۔ جو گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ یا تو پوری مخالفت کرنے والے مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ دوسرے چھوٹے چھوٹے مولویوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ یا کامل اخلاص رکھنے والے۔

ادنےٰ تعلق فائدہ نہیں دیتا

اصل میں کمال ہی سے فضل ملتا ہے۔ بغیر اس کے انسان فضل سے محروم رہتا ہے۔ اگر انسان ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم کہکر خدا تعالےٰ کی طرف چل پڑے تو اس کے ساتھ بھی پہلوں کا سا معاملہ ہوگا۔ آخر

خدا تعالےٰ کو کسی سے دشمنی نہیں

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ انسان کامل طور پر اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے آگے ڈالدے اور اس کے آستانہ پر گرا دے۔ اس سے آپ ہی آپ اسے سب کچھ حاصل ہوجائیگا اور جو ترقی اس کے لئے ضروری ہوگی۔ وہ آپ ہی آپ مل جائے گی۔ آگ کے پاس بیٹھنے والے کے اعضاء کو دیکھو سب گرم ہونگے۔ اس کا چہرہ ہاتھ پاؤں جہاں ہاتھ لگاؤگے۔ گرم محسوس ہوگا۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کوئی شخص سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کے پاس آئے۔ اور اس کے پاس بیٹھ جائے۔ اور خدا تعالےٰ کا وجود اس کے اندر سے ظاہر نہ ہو۔

آگ کے اندر لوہا

پڑا کر آگ کی خصوصیات ظاہر کرنے لگ جاتا ہے۔ گو وہ آگ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے والے لوگوں سے خاص معاملات ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ انہیں

کُن فیکُون والی چادر

پہنا دیتا ہے۔ جتنے کہ نادان ان کو خدا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ تو صرف خدا تعالےٰ کی صفات کا عکس پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ پس اگر کوئی مذہب سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اس کا طریق یہی ہے۔ کہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے آگے کلی طور پر ڈالدے۔ لیکن اگر قوم کی قوم اس طرح کرے۔ تو اس پر خاص فضل ہوں گے۔ اور وہ ہر میدان میں فتح حاصل کرے گی۔

ہماری جماعت کیلئے

بھی یہی قدم اٹھانا ضروری ہے۔ مگر بہت سے لوگ صرف کہدینا کافی سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ سے ایسی محبت کرنی چاہیئے۔ کہ ایک طبعی شئے بن جائے۔ صرف جھوٹا دعوےٰ نہ ہو۔ کیونکہ جھوٹ اور خدا تعالےٰ کی محبت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ جھوٹ ایک ظلمت ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی محبت ایک نور۔ پس

نور اور ظلمت کیسے جمع ہوسکتے ہیں

ایسے شخص کے اندر نہ سستی ہو نہ فریب نہ دغا۔ کیونکہ یہ سب ظلمات ہیں۔ اور خدا تعالےٰ ایک نور ہے۔ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض۔ جب یہ برائیاں کسی قوم سے مٹ جائیں۔ تو وہ قوم ذلیل نہیں رہتی۔ اس میں سے ذلت جاتی رہتی ہے۔ اور عزت حاصل ہوجاتی ہے پس اپنی ایسی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جس سے خدا تعالےٰ دوست بن جائے۔ اور صرف منہ سے کہنے کا فائدہ نہیں۔ نہ فتوے بازی سے کام چل سکتا ہے۔ اور نہ اس سے فائدہ ہوسکتا ہے کہ ہم کوئی انجمن بنالیں۔ یا کارخانے کھول لیں۔ یہ سب باتیں جزوی ہیں۔ جو شخص ادنےٰ باتوں سے آزاد ہونا چاہتا ہے اسے چاہیئے۔ کہ

اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ڈالدے

ایسی حالت اگر لمحہ کے لئے بھی حاصل ہو۔ تو دنیا میں تغیر پیدا کردیتی ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔ کہ دو بادل ایک لمحہ کے لئے ملتے ہیں۔ تو ان سے چمک پیدا ہوتی ہے۔ اور تاریک رات کو روشن کردیتی ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ

بندہ اور خدا آپس میں ملیں
خواہ ایک منٹ کے لئے
ہی کیوں نہ ہو۔ تو ایک ایسا
نور نہ پیدا ہو۔ جو سب دُنیا
کو روشن کردے ۔

جماعت احمدیہ کے مُردوں کی توہین کا زہرہ گداز ظلم

از جناب مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری کے قلم سے

دشمنانِ احمدیت کی ناکامی

جماعت احمدیہ پر مشکلات آئیں اور ضرور تھا کہ آتیں اور مومنوں کی آزمائش کی جاتی تا مخلص اور غیر مخلص میں امتیاز ہوتا اور دنیا کے فرزند اللہ تعالےٰ کے سچے عاشقوں کی اولوالعزمی اور کامل شیفتگی کا نظارہ دیکھتے آج سے نصف صدی پیشتر جب احمدیت کا آفتاب اس کرۂ تاریک پر ضو فشاں ہوا اور آسمانی قرنا کی آواز سے چار دانگ عالم میں گونج پیدا کی۔ تو شپرہ چشم اور ظلمت کے شیدا بہت جز بز ہوئے اور جو پہلے مکذبین انبیاء نے کیا تھا۔ اس کو دہرانا شروع کر دیا۔ لیکن کب خدائے قدوس نے کسی راستباز کو ناکام کیا۔ اور کب اس نے اپنے عشاق سے بے وفائی کی۔ کہ اب سیدنا احمد علیہ السلام سے کرتا۔ اور آپ کے جاں نثار خدام کو شکست دیتا۔؟

اعدائے حقیقت نے ان دنوں جبکہ اس شاندار درخت کا پہلا سبزہ نکلا تھا۔ اسے مسلنا چاہا۔ لیکن الٰہی نوشتوں کو نہ کوئی میٹ سکا ہے اور نہ میٹ سکیگا۔ ہاں دشمنانِ احمدیت نے اذیت کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اور یقیناً اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا۔ تو آج تک بے نام ونشاں ہو کر رہ جاتا۔ لیکن کون ہے جو خدا کے کاموں کو روک سکے۔

اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے دلوں کو مضبوط کیا۔ اور انہیں غیر معمولی تقویت بخشی۔ چنانچہ وہ مصائب وہ لرزہ براندام کر دینے والے حوادث ان کی نگاہ میں پر کاہ کے برابر وزن اور پر پشہ کے برابر اہمیت نہ رکھتے تھے۔ مخالفت کی وہ آندھی اپنا پہلا چکر کاٹ کر دھیمی ہوئی تھی۔ کہ الٰہی فرمان اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا کے مطابق ایک اور گروہ احمدیت سے برسر پیکار ہو گیا۔ جسے اپنی تنظیم اور اپنے زیادہ کا غرہ ہے۔ اور جو اپنوں اور بیگانوں میں اپنی قومیت پر نازاں ہے۔

پھر وہی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کا دور شروع ہو گیا۔ اور نہایت وسیع پیمانہ پر۔ اگر پہلا دور آغاز تھا۔ تو یہ اس کا انجام ہے دشمن نے گمان کیا۔ کہ مصائب کے پہاڑ احمدیت کو پیس ڈالیں گے۔ اور دکھوں کی بھٹی اس کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ مگر اسے کیا معلوم کہ احمدیت تو وہ نشہ ہے جسے دنیا کی کوئی ترشی اتار نہیں سکتی۔ اور وہ قوت ہے جو مومن کے رگ وپے میں سرائت کر جاتی ہے دشمن ہمارے جسم کاٹ سکتے ہیں۔ ہمارے جسموں کو آگ میں جلا سکتے ہیں۔ مگر خدائے بلند وبرتر کے آسمانی پیغام احمدیت کو نہیں مٹا سکتے۔ اس بیج نے تو ضرور بڑھنا اور پھیلنا ہے اگر ایک قطعۂ زمین کے لوگ اپنی بدقسمتی سے اس کی مخالفت کریں گے۔ تو خدا کی زمین بہت وسیع ہے۔ بھلا کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ آسمانی احکام کو زمین رد کر سکے۔ احمدیت تو بڑھے گی اور ضرور بڑھے گی۔ مگر کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں۔ جو ان صبر آزما دنوں میں اور ان زہرہ گداز حالات میں صبر واستقامت کا وہ نمونہ دکھا رہے ہیں۔ کہ آسمان کے فرشتے بھی ان پر رشک کرتے ہیں۔

مصائب کے مقابلہ میں استقامت

احمدیوں نے ہر دکھ سہا۔ اور ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ ان کے گھر چھین لئے گئے۔ ان پر پانی بند کر دیا گیا۔ ان کا بائیکاٹ کیا گیا۔ انکی بیویوں اور بچوں کو ان سے جدا کیا گیا۔ ان کو قید کیا گیا۔ ہاں ان کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے سنگسار کیا گیا۔

مگر اے آسمان وزمین کے خدا تو گواہ ہے کہ ان مجاہدین نے تیرے نام کے لئے ہر چیز کو قربان کیا۔ اور کسی قربانی کے پیش کرنے سے انہیں دریغ نہیں ہوا۔ وہ ہر دکھ اور ہر ذلت کو برداشت کرتے ہوئے مخلوق کی گالیوں اور لعنتوں کو سن کر آسمان کی طرف ہاں صرف تیری کرسئ عدالت کی طرف نگاہ کرتے ہوئے کہتے ؎

گر وہ ذلت سے ہو راضی اس پہ سو عزت نثار

لوگ ان ابرار کی حالت پر حیران اور ان کی قربانیوں پر انگشت بدنداں تھے۔ انہیں ہرگز معلوم نہ تھا۔ کہ مسیحائے زمان نے ان میں کونسی مسیحائی قوت بھر دی ہے۔ مگر اے احمدی قوم! اے احمدی قوم کے نونہالو! تمہیں خوب معلوم ہے۔ کہ رضائے مولےٰ کے یہ طلبگار کس قدر فرزانہ اور کتنے خوددار تھے لیکن وہ عشق الٰہی کی مے سے مخمور تھے اور ذات قدسی کے اشاروں پر قربان۔ اے ارحم الراحمین تو ان تمام نیک بندوں پر اپنی رحمت کی بارشیں برسا جنہوں نے خون دل کی کشت احمدیت کو سینچا اور اس خوشنما محل کے لئے بنیادوں کا کام دیا۔ آمین

جب دشمنوں نے حضرت احمد جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہم السلام کی زندگی اور خلافت اولیٰ کے مبارک زمانہ اور قدرت ثانیہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کے آج تک عہد خلافت میں یہ تجربہ کر لیا۔ کہ گالیوں پر احمدیوں نے صبر کیا اموال کے ضیاع پر یہ لوگ صابر رہے رشتہ داریوں کے ٹوٹنے کو انہوں نے برداشت کر لیا۔ پتھراؤ اور سنگساری پر رشتۂ شکیبائی ان کے ہاتھوں سے نہ چھوٹا تو انہوں نے کہا۔ کہ آؤ ہم وہ راہ اختیار کریں۔ جس سے احمدی جماعت فتنہ میں شریک ہونے پر مجبور ہو جائے۔ آؤ ہم اس دکھتی رگ کو چھیڑیں جس پر صبر کرنا ان کی طاقت سے باہر ہے۔ چنانچہ انہوں نے نہیں، بلکہ اس کمینہ شیطان نے جو ہمیشہ سے انبیاء کے ماننے والوں کے برخلاف اپنے لشکر کو برانگیختہ کرتا آیا ہے۔ ملک کے طول وعرض میں سوچی ہوئی تدابیر کے ماتحت احمدیوں کے وفات یافتہ بھائیوں کو قبرستانوں میں دفن ہونے سے روکنے کی منظم سازش کی۔ اور اس سازش کے ماتحت متعدد مقامات پر ایسے حوادث ہو چکے ہیں۔ اور شاید آئندہ زیادہ ہولناک صورت اختیار کر جائیں۔

ایک فتویٰ

ہمیں یہ کہنے میں ہرگز باک نہیں کہ یہ واقعات انفرادی حیثیت نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک خاص پروگرام کے ماتحت ان کا ظہور ہو رہا ہے۔ یونائیٹڈ پریس کی تازہ اطلاع جو اخبارات میں شائع ہوئی ہے اس میں لکھا ہے۔

"مجلس احرار کے زیر اہتمام اور ایم عبدالغفار غزنوی کے زیر صدارت بیرون کٹڑہ خزانہ اسلامیان امرتسر کا ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ۵ ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے شرکت کی۔ مفتی اعظم میاں محمد حسن اور دیگر گیارہ علماء کے دستخطوں سے ایک فتویٰ بدیں مضمون پڑھ کر سنایا گیا۔ کہ مسلمانوں کے قبرستان میں کسی مرزائی کا دفن کیا جانا قوانین اسلام کے خلاف ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان اس فعل کی مخالفت نہ کرے گا تو وہ بھی اسلام کا دشمن سمجھا جائے گا۔"

اس فتویٰ کا آخری حصہ اس لئے ایزاد کیا گیا تا جماعت احمدیہ ان شریف اور منصف مزاج مسلمانوں کی ہمدردی سے بھی محروم ہو جائے۔ جو ان مظالم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو احمدیوں پر ڈھائے جا رہے ہیں۔ لیکن درحقیقت اس حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ان مفتیان ناحق کی گرفت کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ اب ہر شخص ان سے نیز تمام ان لوگوں سے جو آج اسمبلی کے ووٹوں کے لئے احمدیوں کے مُردوں کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ احمدیت کو قائم ہوئے نصف صدی سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ اور امرتسر میں بہت پرانی احمدیہ جماعت قائم ہے۔ کیا آج تک ان کے مردے "مسلمانوں کے قبرستان" میں دفن کئے جاتے تھے یا نہیں؟ اگر کئے جاتے تھے تو بتاؤ کہاں دفن کئے جاتے تھے کہرام مچانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر وہ وہیں دفن کئے جاتے تھے۔ تو پھر ان مفتیوں اور ان کے تمام مقلدوں کا "اسلام دشمن" ہونا عیاں ہے۔ جنہوں نے پچاس برس تک اس فعل کی مخالفت نہ کی۔

میت کی تکریم

میت کی تکریم انسانی فطرت کا خاصہ ہے میت کا مذہب اور اس کے اعمال اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور اس کا حساب اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے۔ شرعی عبادات تو اپنی شرائط کے ماتحت ہی ادا کی جاسکتی ہیں لیکن عام تعظیم میں مسلم و غیر مسلم میں بھی کوئی فرق نہیں کرنا چاہیئے۔ اسلام کے لئے سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھ کر کون غیور ہو سکتا ہے۔ اور بہترین اخلاق کا نمونہ آپ کے سوا کہاں پایا جاسکتا ہے؟ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:۔

"مرّ بنا جنازۃ فقام لھا النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقمنا بہ فقلنا یارسول اللہ انھا جنازۃ یھودی قال اذا رأیتم الجنازۃ فقوموا"

کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر ہم نے عرض کیا۔ اے رسولِ خدا! یہ تو ایک یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا جب تم کوئی جنازہ دیکھو۔ تو کھڑے ہو جایا کرو:۔

پھر صحیح بخاری میں حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضؓ نے روایت کی ہے۔ کہ۔

"کان سھل بن حنیف و قیس بن سعد قاعدین بالقادسیۃ فمروا علیھما بجنازۃ فقاما فقیل لھما انھا من اھل الارض أی من اھل الذمۃ فقالا ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مرت بہ جنازۃ فقام فقیل لہ انھا جنازۃ یھودی فقال الیست نفسًا"

حضرت سہیل رضؓ اور قیس رضؓ قادسیہ شہر میں بیٹھے تھے۔ وہاں سے لوگ جنازہ لے کر گزرے۔ تو وہ دونوں صحابی کھڑے ہو گئے۔ انہیں کہا گیا۔ کہ یہ جنازہ تو ایک ذمی کافر کا تھا۔ انہوں نے جواباً فرمایا۔ کہ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ تو حضور اٹھ کھڑے ہوئے عرض کی گئی۔ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا اس میں جان نہ تھی وہ انسان نہ تھا:۔

میت کی عزت و احترام کے متعلق اسلام کی صحیح تعلیم اور حضرت رسول مقبولؐ کا اسوۂ حسنہ یہ ہے۔ کہ اس کا ذکر کر کے ہم احراری مولویوں اور مفتیوں سے کسی بھلائی کے متوقع نہیں۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف ان غیر مسلم بھائیوں کو توجہ دلانا ہے جو احراریوں کی ان حرکات کو اسلام کی تعلیم کا نتیجہ قرار دے کر غلطی میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں:۔

گورنمنٹ سے

احرار کے اس فتوے اور اس انگیخت کا تعلق ایک حد تک گورنمنٹ سے بھی ہے۔ احراری ہندوستان کو دارالحرب کہا کرتے ہیں۔ لیکن احمدیوں کی ایذادہی کی خاطر اسے دارالاسلام فرض کر کے اپنے مفروضہ فتاوے کو نافذ کرنا چاہتے ہیں ہم اس بارہ میں گورنمنٹ سے کسی خاص رعایت کے طالب نہیں۔ لیکن کسی حالت میں اپنا حق بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ حکومت کا فرض ہے کہ احراری فتنہ پردازوں کو اس شرارت سے روکے۔ اور اس قانون کو عمل میں لائے۔ جو مُردہ کی توہین کے متعلق اس نے بنا رکھا ہے

احرار سے

احرار سے ہم کیا کہیں؟ اور کیونکر کسی بھلائی کی ان سے توقع رکھیں! وہ آج اکثریت کے گھمنڈ میں۔ اور قوت کے بھروسہ پر کمزور احمدیوں کو نشانۂ ستم بنا رہے ہیں۔ ان کے جذبات سے بُری طرح کھیل رہے ہیں۔ میں انہیں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ خدا مظلوم کا حامی ہے اور اس کے آگے آپ لوگوں کی اکثریت بالکل لاشے ہے۔ مت سمجھو۔ کہ اس طریق سے تم احمدیت پر غالب آسکو گے۔ کیا تم ان بُرے اخلاق کے ذریعہ احمدیوں کو اپنی طرف کھینچ سکتے ہو۔ اور اگر وہ گمراہ ہیں۔ تو کیا اس گندے نمونہ سے تم ان کو ہدایت پر لاسکتے ہو؟ ہندوستان خود ایک مظلوم ملک ہے۔ اور اس کے شریف و نبیل فرزندوں کو ظلم کا بخوبی احساس ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ تمام لوگ خواہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس خطرناک ظلم پر صدائے احتجاج بلند کریں گے۔ اور شوریدہ سر طبقہ کو زیادہ دیر تک ظلم کرنے کا موقعہ نہ دیں گے لیکن اگر بفرضِ محال زمین اس ظلم کو دیکھ کر خاموش بھی رہے۔ تب بھی آسمان اس پر خاموش نہ رہے گا۔ اور یقیناً وہ دن نزدیک ہیں جب مذہب کو بدنام کرنے والے اس قسم کی تعدی سے روکے جائیں گے:۔

احمدیوں سے

ہاں اے احمدی قوم! اور اے متفرق آبادیوں میں روحانیت کے چمکتے ہوئے ستارو! تم تو مظلومیت کے گہوارہ میں پرورش پاتے رہے ہو۔ تمہیں خوب یاد ہے کہ اسلام اور احمدیت آغاز سے ہی ظلم کے سایہ تلے بڑھتے رہے ہیں۔ پس تم حزین و ہراساں مت ہو۔ کیونکہ یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے۔ بے شک جذبات کے معاملہ میں صبر کرنا بہت مشکل ہے۔ مگر تمہارے سوا اور کونسی جماعت ہے۔ جو اس نمونہ کو قائم کرے گی۔ بظاہر حالات وہ گھڑی آ پہونچی ہے۔ جبکہ مومن پکار اٹھیں گے۔ متیٰ نصر اللہ۔ اور یہی وہ وقت ہے۔ جب انہیں کہا جائے گا۔ الآ ان نصر اللہ قریب گھبراؤ مت خدا کی نصرت آپہونچی ہے۔ پس صبر کرو۔ اور صبر کرو۔ اور دشمن کو یہ کہنے کا موقعہ مت دو۔ کہ احمدی قوم نے اس آخری امتحان میں بے صبری سے کام لیا:۔

سورۂ مائدہ میں اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کے دو فرزندوں کا واقعہ بیان فرمایا ہے دونوں نے قربانی کی۔ اور دونوں ایمان کے دعویدار تھے۔ ایک کی قربانی بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت حاصل کر گئی۔ اور دوسرے کی قربانی نامقبول ہوئی۔ تو دوسرے نے پہلے کو قتل کی دھمکی دی۔ اس نے جواب دیا۔ کہ بھائی یہ لڑنے کی بات نہیں۔ انما یتقبل اللہ من المتقین۔ اللہ تعالےٰ تو تقوےٰ شعار انسان کی قربانی کو قبول کیا کرتا ہے۔ ہاں اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو میں بہرحال تیرے قتل کا خواہاں نہیں۔ میں تو اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں۔ اور تو مجھے قتل کر کے گنہگار اور ظالم ہوگا۔ اور واصلِ جہنم ہوگا:۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اس شریر انسان نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ اور اس طرح خائب و خاسر ہوگیا۔ تب اللہ تعالےٰ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کو کرید کر اسے بتا رہا تھا۔ کہ اپنے مردہ بھائی کی لاش کو کس طرح دفن کرے تب اس شریر بھائی کو ندامت ہوئی۔ اور اس نے کہا۔ کہ افسوس مجھ پر میں تو اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوا۔ کیونکہ میں اپنے بھائی ہاں مظلوم بھائی کو دفن بھی نہ کر سکا۔ یہ قصہ کہانی نہیں۔ بلکہ ہر نبی کے زمانہ میں جو اپنے وقت کا آدم ہوتا ہے اس واقعہ کو دہرایا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے متقیوں کے کمزور گروہ کی قربانی کو قبول فرما کر انہیں سرسبز و شاداب کرتا ہے۔ تو ظالم اور طاقتور ان سے برسرِ پرخاش ہو جاتے۔ اور ان کے قتل کے درپے ہوتے ہیں۔ قرآنی شریعت تا قیامت ہے۔ اس کے حقیقی اور کامل آدم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ کیونکہ اب آپ کی ہی نسل تمام درجاتِ روحانیت کی وارث ہے۔ غیر احمدی احراری بھی اسی سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ اور جماعت احمدیہ بھی اسی مقدس ترین نبی کی فرزند روحانی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کی قربانی کو نوازا۔ اور ان کی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ احراری گروہ اس سے غیظ و غضب میں بڑھ گیا اور اب نوبت باینجا رسید کہ ہمیں قتل کر کے بے گور و کفن چھوڑنے کے فتووں پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ پہلا فرزند آدم قتل کے بعد ایک کوے کے عمل سے نادم ہوا۔ اور اس کے احساسات کو ٹھیس لگی لیکن چونکہ اس جگہ فطرت کے بہت پہلو مسخ ہو چکے ہیں اور ہمارے دشمنوں کا جتھا بظاہر مضبوط جتھا ہے۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے۔ کہ اسلامی دُنیا کے شرفاء اور دیگر غیر مسلموں کی احمدیوں کی مظلومیت سے ہمدردی ان فتوے باز مولویوں اور احراری گروہ کو اپنے کئے پر نادم کرنے میں کامیاب ہوسکیگی۔ لیکن بہرحال اے احمدی جماعت! تیرے سامنے نمونہ موجود ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سنگباری کرنے والے علماء اور ان کے پیرووں کی ایذادہی سے بیش نظری فرمایا ہے۔ ؎

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حبّ پیمبرم ...

حدیث ویفیض المال حتیٰ لایقبلہ احد کا مطلب!

بخاری شریف میں منجملہ مسیح موعود کی علامتوں کے ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو مال دیں گے۔ لیکن کوئی شخص قبول نہیں کرے گا۔ چنانچہ آتا ہے۔ ویفیض المال حتیٰ لایقبلہ احد (بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۵ مصری)

غیر احمدی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس حدیث کی رُو سے مرزا صاحب کی سچائی کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔ آپ نے کب لوگوں کو روپیہ دیا۔ اور کس نے لینے سے انکار کیا۔ اس کا یہ جواب ہے۔ کہ اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں ہر فرد و بشر اس قدر امیر ہو جائے گا۔ کہ اسے مزید روپیہ کی ضرورت نہ رہے گی۔ اس لئے وہ مسیح موعود کا دیا ہوا مال قبول نہیں کرے گا۔ تو یہ بات عقلاً و نقلاً دونوں طرح سے غلط ہے۔ کیونکہ مسیح موعود کے نزول کے وقت دو قسم کے لوگ ہی رُوئے زمین پر ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو دنیادار ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود کے معتقدات سے خارج۔ ان کے متعلق تو یہ گمان ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ روپیہ کی حرص سے پاک ہو سکتے ہیں۔ اور دنیاوی مال کو شرف قبولیت بخشنے سے دریغ کریں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ الھٰکم التکاثر حتیٰ زرتم المقابر (سورۃ تکاثر) یعنی دنیا دار قبر میں داخل ہونے تک اپنے مال کی ترقی کا خواہاں رہتا ہے۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہو سکتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کو قبول کرنے والے ہوں۔ اور آپ کے شیدائی۔ سو ایسے لوگوں کے متعلق کوئی سلیم الفطرت انسان یہ گمان نہیں کر سکتا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کے عطیہ کو رد کریں۔

غرض عقلاً و نقلاً دونوں پہلوؤں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ دنیا پر کبھی ایسا زمانہ نہیں آ سکتا۔ جبکہ لوگ دولت قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ اب رہا یہ کہ اس حدیث کا مطلب کیا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سے کیا مراد ہے۔ سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک علامت ہے حضرت مسیح موعود کی صداقت کی۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود دنیا میں تشریف لا کر ایسے ایسے معجزنما کام کریں گے۔ کہ کوئی شخص ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ یہانتک کہ وہ انعام مقرر کرینگے۔ اور مال کثیر کے وعدے دینگے لیکن کوئی شخص ان کا چیلنج منظور کر کے انعام حاصل نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صداقت اسلام اور فضیلت اسلام کے ثبوت میں ایک کتاب براہین احمدیہ لکھی۔ اور ساری دُنیا کو چیلنج دیا۔ کہ کوئی انسان خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ عیسائی ہو یا موسائی۔ آریہ ہو یا برہمو۔ وہ اس کتاب کا جواب لکھے اور اس کا ابطال کرے۔ تو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ مگر کیا کوئی مردِ میدان نکلا۔ جس نے انعامی رقم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کی۔ قطعاً نہیں پھر آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کیا۔ اور سر الخلافہ۔ کرامات الصادقین۔ اعجاز احمدی۔ اعجاز المسیح اور نور الحق۔ جیسی بےنظیر کتابیں رقم فرما کر بڑی تحدی کے ساتھ اعلان فرمایا۔ کہ دنیا کے کسی فرد و بشر میں یہ طاقت نہیں۔ کہ وہ ایسی پُر فصاحت و بلاغت کتابیں لکھیں۔ خواہ وہ عربی ہو یا مصری اور شامی۔ پھر فرداً فرداً نہیں بلکہ سب مل کر لکھیں۔ تب بھی ان کی طاقت سے باہر ہے۔ اور اس کے لئے انعام مقرر فرمایا۔ مگر کیا کسی نے ادھر رُخ کیا۔ پھر پادری آتھم والا قضیہ شروع ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف قسم کھانے پر اسے چار ہزار تک انعام دینے کا اعلان فرمایا۔ مگر وہ آمادہ نہ ہوا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لاہور میں ہندوؤں کو صلح کا پیغام دیا۔ اور ایک معاہدہ تجویز فرمایا۔ جس کی خلاف ورزی کی صورت میں یہ قرار دیا۔ کہ تین لاکھ روپیہ ادا کیا جائے گا۔ کیا اس انعام کو اس کی شرطوں کے مطابق کسی آریہ۔ ستاتنی اور سکھ نے لینے کی کوشش کی۔

پھر آپ نے لفظ توفی کے متعلق انعامی اشتہار شائع فرمایا۔ اور ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر کسی کو آجتک یہ انعامات حاصل کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور نہ کبھی ہوگی۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُنیا کی تمام قوموں کے لئے سینکڑوں سے لیکر لاکھوں تک انعام مقرر کئے بلکہ اپنی تمام جائیداد بھی پیش کی۔ مگر کسی کو لینے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جن کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ مال تقسیم کریں گے۔ مگر لوگ حاصل نہ کریں گے۔

کیا اس بات سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ حدیث نبوی کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا کے سچے مسیح موعود و مہدی مسعود ہیں۔ جن کے نزول کا وعدہ خدا تعالےٰ نے اپنے رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں سے کیا تھا۔

(خاکسار سید اعجاز احمد متعلم مولوی فاضل کلاس قادیان)

ایک غیر مبایع مبلغ کی غلط بیانیوں کی تردید

اخبار پیغام صلح ۷ جولائی میں مولوی اختر حسین صاحب غیر مبایع مناظر نے نامہ نگار کے پردہ میں غلط بیانیوں کے ذریعہ اپنی ہزیمت کو چھپانا چاہا ہے۔ مثلاً لکھا ہے۔" قادیانی دوستوں نے مسئلہ نبوت پر گفتگو کرنے سے انکار کر دیا"۔ مگر یہ صریح غلط بیانی ہے۔ ہماری تو خواہش تھی۔ کہ دونوں موضوع زیر بحث لائے جائیں۔ مگر جوں جوں مولوی صاحب مسئلہ خلافت کا نام سُنتے گریز کرتے جاتے۔ اور آخر بڑی مشکل سے اس مسئلہ پر گفتگو کے لئے تیار ہوئے۔

ارشاد ہوتا ہے۔" کہ ان کی ایک ایک بات کو لیکر دندان شکن جواب دیئے گئے"۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ ہمارے دلائل اور جوابات کو چھونے تک کی بھی تکلیف گوارا نہ کی۔ بلکہ اپنی رٹی ہوئی تقریر یہ ہر مرتبہ دہراتے رہے۔

آخر پر مولوی صاحب نے لکھا ہے" اس گفتگو میں غیر از جماعت احباب تھے۔۔۔ سب نے اختتام گفتگو پر قادیانیوں کی کمزوری کا اقرار کیا۔ اور علی الاعلان کہا۔ کہ مرزا صاحب کی تحریروں سے نبوت ثابت نہیں ہوتی"۔ حالانکہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ بلکہ غیر مبایعین کے سیکرٹری صاحب نے مایوسی کا اظہار کیا۔ اور کہا۔ کہ کوئی علمی بحث نہیں ہوئی۔ دوسرے ان کی شکست کا یہ بھی ثبوت ہے۔ کہ اپنی شکست اور ہزیمت دیکھکر دوسرا مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک سال کے اندر اندر حسب ذیل احباب غیر مبایعین سے نکل کر ہماری جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ (۱) مولوی محمد عبد اللہ صاحب (۲) شیخ عنایت الرحمٰن صاحب پبلک بوٹ ہاؤس۔ اللّٰھم زد فزد۔ آمین ثم آمین

(خاکسار محمد ابراہیم عابد از وزیر آباد)

تاروا (بنگال) میں جناب صوفی صاحب کی آمد

۱۴ جولائی کو رات کے ۸ بجے بذریعہ کشتی جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے اور جناب مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ موضع تاروا تشریف لائے۔ رات کو احمدیہ دار التبلیغ کے صحن میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ ایک سپاس نامہ جماعت کی طرف سے منشی دیوان الدین صاحب پریذیڈنٹ نے پڑھا۔ دوسرا سپاس نامہ مستورات کی جانب سے کریم النساء نصرت صاحبہ نے اردو میں پڑھا

اسلامی ممالک کی دلچسپ خبریں اور اہم کوائف

ایک خبر رساں ایجنسی سے "الفضل" کے لئے حاصل کردہ معلومات

ترکی میں ایک نئے شہر کی تعمیر

استنبول (بذریعہ ہوائی ڈاک) حال میں حکومت ترکیہ کے ارباب حل و عقد نے ایک سکیم تیار کی ہے۔ جس کی رو سے ترکی میں ایک جدید صنعتی شہر تعمیر کیا جائیگا جس میں پچیس ہزار نفوس کو آباد کیا جائے گا۔ اس شہر کا محل وقوع بحیرۂ اسود کے دہانہ پر کربوک کے قریب ہوگا۔ موجودہ انتظامات کی رُو سے اس کی تعمیر کا کام اگست میں شروع ہوگا۔ اور اڑھائی سال تک جاری رہے گا۔

باسفورس میں فوجی مظاہرے

استنبول (بذریعہ ہوائی ڈاک) گذشتہ دنوں باسفورس کی یورپین حدود پر حکومت ترکیہ کی طرف سے جو فوجی مظاہرے ہوئے۔ ان میں ایک ہواباز ترکی عورت نے بھی حصہ لیا۔ جس سے وزیر حربیہ کے اس دعوے کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ اگر مادرِ وطن کو ابنائے وطن کی ضرورت ہوئی۔ تو ترکی قوم کا ہر فرد خواہ وہ مرد ہو۔ یا عورت اس کی آواز پر لبیک کہتا ہوا حب الوطنی کا وہ منظر پیش کرے گا جس کی نظیر دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔ مصطفٰے کمال پاشا نے بھی ان فوجی مشغول میں حصہ لیا۔ اور سپاہیوں کے ساتھ مارچ کیا۔

ترکی میں قلیوں کے ذریعہ بار برداری بند

انقرہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) ترکیہ کے متعلقہ محکمہ نے احکام جاری کئے ہیں۔ جن کی رو سے قلیوں کے ذریعہ اسباب وغیرہ کی ترسیل کے طریق کو روک دیا گیا ہے۔ اس وقت تک قلیوں کا کام زیادہ تر کردیش قوم کے لوگ کرتے رہے ہیں اور وہ عام طور پر اپنے کندھوں پر پانچ پانچ من بوجھ اٹھا لیتے ہیں۔ بعض اوقات مضبوط آدمی دس دس من بوجھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن اب اسباب وغیرہ کی ترسیل کا کام قلیوں کی بجائے دوسرے مشینی ذرائع سے کیا جائے گا۔ اور سینکڑوں قلیوں کو جو بار برداری کا کام کرتے ہیں۔ واپس انکے گھروں میں بھیج دیا جائے گا۔ جہاں ان کے گذارے کا مناسب انتظام کیا جائے گا۔

پولینڈ کے یہودی اور مسئلہ فلسطین

وارسا (بذریعہ ہوائی ڈاک) پولینڈ کے یہودیوں کے ایک سردار نے مطالبہ کیا ہے کہ فلسطین کے یہودیوں کی امداد اور عربوں کے خلاف محاذ قائم کرنے کے لئے یہودیوں کی ایک متفقہ جماعت بنائی جائے۔ اس نے یہ تجویز بھی پیش کی ہے۔ کہ ہائی کمشنر فلسطین کو اس کی کمزور حکمت عملی کے پیش نظر مستعفی ہونے پر مجبور کیا جائے ؛

اعراب فلسطین اور برطانیہ

بیت المقدس (بذریعہ ہوائی ڈاک) عربوں کی صدر انجمن کے سکرٹری عبدالہادی نے جلاوطنی سے پہلے بیان دیتے ہوئے کہا تھا۔ کہ فلسطین میں عربوں کی تحاریک مقاطعہ سے قوم کو دس لاکھ پونڈ فی ماہ اخراجات برداشت کرنے پڑے ہیں۔ اس نے یہ بھی اعلان کیا۔ کہ صدر انجمن کے ارکان اور دوسرے سمجھدار عربوں کو متشددانہ سرگرمیوں سے اتفاق نہیں۔ اور برطانیہ کے خلاف طاقت کے مظاہرے سے کوئی فائدہ نہیں۔ کامیابی صرف اس بات میں ہے۔ کہ خاموشی سے مقاطعہ کیا جائے۔ ہم نے برطانیہ کو اپنے مطالبات سمجھانے اور اسے ان کی طرف متوجہ کرنے میں ہر امکانی کوشش کی۔ لیکن افسوس حکومت نے ہماری امداد کی کوئی صورت پیدا نہیں کی۔ بہر حال ہم گورنمنٹ برطانیہ کی یہود نواز پالیسی کے خلاف جنگ کر رہے ہیں۔ لیکن گورنمنٹ برطانیہ سے ہمیں کوئی پرخاش نہیں ؛

حکومت مصر کے اخراجات میں تخفیف

قاہرہ (بذریعہ ہوائی ڈاک) وفد کابینہ نے حکومت کے تمام صیغوں کے اخراجات میں تخفیف کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے معلوم ہوا ہے کہ شاہ فاروق کے ذاتی اخراجات ۱۵۰،۰۰۰ پونڈ سالانہ سے ۱۰۰،۰۰۰ پونڈ کر دیئے جائیں گے۔ ریجنٹس کی تنخواہیں ۵۰،۰۰۰ پونڈ سے ۲۱،۰۰۰ پونڈ کر دی جائے گی۔ اور شاہی خاندان کے مختلف افراد کو جو وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ انہیں ۱۱۱،۵۱۲ پونڈ سے ۹۶،۰۰۰ پونڈ کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں افسروں کے سفر خرچ بھی کم کئے جائیں گے۔ نیز قونصل خانوں کے بجٹ میں جو غیر ملکوں میں قائم ہیں تخفیف کی جائے گی ؛

کپاس کو نقصان پہنچانیوالے کیڑوں کا انسداد

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) وزیر زراعت نے کپاس کے پتوں کو کھانے والے کیڑوں کے انسداد کے لئے جن سے ملک کی تمام فصل کے تباہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ بہت سے مزدور بھرتی کئے ہیں۔ اس وقت مزدوروں کی کل تعداد ۱۰ لاکھ سے زائد ہے۔ حکام کا اندازہ ہے۔ کہ گذشتہ سال ۳۱،۰۰۰ کھیتوں کے مقابلہ میں اس سال کپاس کے ۴۱،۳۳۶ کھیت اس کیڑے کی زد میں ہیں۔ زائد مزدوروں پر حکومت کا خرچ ۲۰،۰۰۰ پونڈ فی ہفتہ ہے اس خرچ میں بڑے بڑے زمینداروں کا وہ خرچ شامل نہیں۔ جو خود ان کی طرف سے اپنی فصل کو بچانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اگر کام مکمل طور پر کیا گیا۔ اور کھیتوں کو کیڑوں کے انڈوں سے پاک کر دیا گیا۔ تو ممکن ہے فصل کو زیادہ نقصان نہ پہنچے۔

کرنل لارنس اور امیر فیصل

جنیوا (بذریعہ ہوائی ڈاک) دول یورپ کے سیاسی حلقوں میں اعراب فلسطین کے اس دعوے پر سخت حیرانی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۹۱۹ء میں لنڈن میں ڈاکٹر وزمین اور امیر فیصل کے درمیان عربوں اور یہودیوں کے درمیان دوستی کا جو معاہدہ طے ہوا تھا۔ وہ محض جعلی تھا۔ کیونکہ کرنل لارنس نے امیر فیصل کو اس کا غلط مفہوم بتایا تھا۔ عربوں نے یہ دعوے ڈاکٹر وزمین کے اس معاہدہ کی نقل کو اس غرض سے پیش کرنے کے نتیجہ میں کیا ہے۔ کہ یہ ظاہر کیا جائے۔ کہ امیر فیصل فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کا بہت بڑا مؤید تھا۔

سپریم مسلم کونسل کے ایک افسر کا بیان ہے۔ کہ جب ۱۹۲۹ء میں پہلی دفعہ اس معاہدہ کے قیام اور اس کی جزئیات کا پتہ چلا۔ تو امیر فیصل نے ایک تار ارسال کیا۔ جس میں اس نے لکھا تھا۔ کہ مجھ سے کوئی ایسا معاہدہ نہیں کیا گیا ؛

یہود اور اعراب کے درمیان اتفاق ناممکن ہے

زیورچ (سوئٹزرلینڈ) کا ایک اخبار لکھتا ہے۔ یہ خیال کہ باہمی اشتعال انگیز اور متشددانہ کارروائیوں کو چھوڑ کر یہودیوں اور عربوں نے آپس میں صلح سے رہنا پسند کر لیا ہے بالکل بے بنیاد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ہر دو قوموں کے درمیان ہمیشہ سے اقتصادی جنگ جاری ہے۔ کوئی یہودی حتی الامکان کسی عرب کی موٹر پر سوار نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ ایسی سگرٹ خریدے گا۔ جو عربوں کے کارخانہ میں بنائی گئی ہو۔ اور خواہ قیمت زیادہ ہی ادا کرنی پڑے۔ وہ عربوں سے کبھی سامانِ خورد و نوش نہیں خریدیگا اس لئے یہودیوں اور عربوں کے درمیان حقیقی اتحاد پیدا ہونا ناممکن ہے۔

عربوں کے مطالبات اور ایک نازی لیڈر

جرمنی کا ایک نازی لیڈر برلن کے ایک اخبار میں لکھتا ہے۔ کہ فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کو بند کرنے کے مطالبہ میں عرب بالکل حق بجانب ہیں۔ مزید لکھتا ہے اگرچہ یہودیوں کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے لئے کوئی جائے رہائش تلاش کریں۔ لیکن چاہیئے کہ یہودیوں کے داخلہ کو ارض مقدس کے صرف بعض حصوں کے اندر محدود کر دیا جائے ؛

تبلیغ اندرون ہند

ہندوستان کے مختلف حصوں میں تبلیغ احمدیت

کراچی میں جلسہ

مولوی محمد تولد صاحب لنگی سکرٹری تبلیغ کراچی سے لکھتے ہیں۔

۱۱ر جولائی۔ کو شیخ عبد القادر صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ کا ایک پبلک لیکچر ٹاؤن ہال کراچی میں زیر صدارت جناب حاجی عبد الکریم صاحب آئی ایم ایس "صداقت اسلام" کے موضوع پر ہوا۔ اس لیکچر کے متعلق قبل از وقت مقامی اردو و انگریزی اخبارات کے ذریعہ اعلان کر دیا گیا تھا۔ صدر جلسہ نے حاضرین جلسہ سے شیخ صاحب موصوف کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے۔ جس کے مبلغین آج اکناف عالم میں تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور صرف جماعت احمدیہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ نہ صرف اس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ داخل ہو رہے ہیں بلکہ جو لوگ داخل ہو رہے ہیں وہ اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کا نمونہ آج شیخ صاحب کے وجود میں آپ کے سامنے ہے جو اس وقت صداقت اسلام کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔ اس کے بعد شیخ صاحب نے اپنی تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ صداقت اسلام کا مضمون نہایت وسیع ہے اس تھوڑے سے وقت میں اس کے ہر پہلو پر روشنی نہیں ڈالی جا سکتی اس لئے میں اس کے ایک پہلو پر روشنی ڈالوں گا اور وہ یہ کہ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف بنی آدم کے ہر طبقہ کے لوگوں پر احسانات کئے ہیں بلکہ بانیان مذاہب عالم یعنی کامل انسانوں کی وہ جماعت جو مختلف دیار و امصار اور مختلف زمانوں میں بنی نوع انسان کی رہبری و ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں ان پر بھی احسانات کئے ہیں اور یہ اسلام کی خصوصیت ہے کہ وہ ہر ملک میں ہادیوں کا نہ صرف آنا تسلیم کرتا ہے بلکہ جملہ مسلمہ ہادیوں کی زندگیوں کو پاک اور بے لوث ثابت کرتا ہے برخلاف اس کے جس قدر مذاہب اس وقت دنیا میں پائے جاتے ہیں وہ اپنے ہادیوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو انہیں ادنیٰ درجہ کا انسان بھی ثابت نہیں کرتی۔ چہ جائیکہ وہ ہادی کامل اور اخلاق و روحانیت کے اعلیٰ مرتبہ پر مانے جائیں۔ چنانچہ آپ نے بائیبل کے حوالہ سے متعدد انبیاء کی زندگیوں پر روشنی ڈالی نیز انہی انبیاء کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم کو نہایت فصاحت کے ساتھ پیش کیا۔ اور بتایا کہ قرآن کریم نے نہ صرف انبیاء سابقین کی زندگیوں کو پاک و بے عیب بتایا ہے بلکہ انہیں عام انسانوں سے ممتاز اور بلند ترین اخلاق رکھنے والے برگزیدہ انسان ثابت کیا ہے۔ الغرض شیخ صاحب کی تقریر کو سامعین نے نہایت دلچسپی سے سنا اور بہت محظوظ ہوئے۔

احمدیہ ایسوسی ایشن گجرات کی تبلیغی مساعی

۱۱ر جولائی۔ کو احمدیہ ایسوسی ایشن گجرات کا ایک تبلیغی وفد جس میں مولوی محمد اشرف صاحب۔ ملک بشارت ربانی صاحب بیرسٹر خلیل احمد صاحب احمد دین صاحب ماسٹر خورشید عالم صاحب شامل تھے روانہ ہوا۔ اور اس نے تین دیہات میں جلسے کر کے فرض تبلیغ ادا کیا۔ بیس میل پاپیادہ سفر کیا۔ ملک بشارت ربانی صاحب نے موضع پھلیسر میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر پر مفصل تقریر کی۔ مولوی محمد اشرف صاحب نے انسانی پیدائش کے مقصد پر لیکچر دیا دوسرے روز موضع اگووال میں جلسہ کیا گیا۔ ملک بشارت ربانی صاحب کی تقریر جماعت احمدیہ اور احرار کے متعلق خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ فتح پور میں رات کو تقریریں کی گئیں۔ وفد تیسرے روز واپس آیا۔ (نامہ نگار)

وسن پورہ لاہور میں جلسہ

۱۱ر جولائی۔ کو مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل نے وفات مسیح اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مفصل تقریر کی ان کے بعد ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دلکش پیرایہ میں لیکچر دیا۔ مخالفین نے بچوں کے ذریعہ شور ڈالنے کی کوشش کی اور گندی گالیاں دیکر اشتعال دلانا چاہا۔ مگر احباب جماعت نے پورے صبر سے کام لیا۔

خاکسار:۔ غلام رسول سکرٹری تبلیغ

جام پور میں جلسہ

اللہ بخش صاحب غازی سکرٹری تبلیغ لکھتے ہیں۔ اس جگہ تین روز تک جماعت احمدیہ کا جلسہ منعقد ہوا۔ پہلے اجلاس میں حکیم عبد الخالق صاحب نے جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کئے۔ ان کے بعد مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل مبلغ نے "جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات" پر محققانہ رنگ میں لیکچر دیا۔ بعد ازاں مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل نے "ضرورت مصلح" پر واضح تقریر کی۔ آخر میں سوال کرنے کا موقعہ دیا گیا مگر کسی نے کوئی سوال نہ کیا۔

دوسرے اجلاس میں حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان افضلیت پر مفصل اور مدلل لیکچر دیا۔ مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بیان کئے مہاشہ صاحب نے موجودہ مسلمانوں کی چند نازیبا حرکات کا ذکر کر کے حقیقی اسلام یعنی احمدیت کی طرف توجہ دلائی۔

تیسرے اجلاس میں مولانا راجیکی صاحب نے فرقہ ناجیہ کے متعلق عالمانہ رنگ میں دو گھنٹہ تقریر فرمائی۔ غرض جلسہ نہایت پُرامن اور کامیاب رہا۔ ایک آدمی نے بیعت کی۔ انصار اللہ کا انتظام قابل رشک تھا۔

پھلوکے ضلع گجرانوالہ میں تبلیغی جلسہ

غلام حسین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ لکھتے ہیں۔ ۱۵ر جولائی۔ ہمارے گاؤں میں بذریعہ منادی جلسہ کا اعلان کیا گیا ۵ بجے شام گاؤں کے احمدی اور غیر احمدی دوست شامل جلسہ ہوئے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیال گڑھی نے جماعت احمدیہ کے "امتیازی عقائد" پر لیکچر دیا۔ نو بجے شب جلسہ کیا گیا۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مولوی صاحب نے تقریر کی۔ دوسرے دن لوگوں نے بعض سوالات کئے۔ جن کے مولوی صاحب نے جوابات دیئے۔

تولیکی ضلع گوجرانوالہ میں جلسہ

۱۳ر جولائی۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیال گڑھی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر لیکچر دیا۔ غیر احمدیوں نے چند ایک اعتراضات پیش کئے۔ جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ بعض شریروں نے گندی گالیاں دیں۔ مگر شریف آدمیوں نے ان کی اس حرکت کو ناپسند کیا۔ (نامہ نگار)

کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور میں جلسہ

۸ر جولائی۔ چوہدری محمد اشرف صاحب کے مکان پر مولوی محمد حسین صاحب مبلغ نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اڑھائی گھنٹہ دلچسپ لیکچر دیا۔ ایک آریہ پرچارک نے اسلام پر کچھ اعتراضات بھیجے تھے۔ جن کے جوابات مولوی صاحب نے ۹ر جولائی کے جلسہ میں دیئے۔ اور اسلام اور آریہ مذہب میں موازنہ کر کے اسلام کی فضیلت ثابت کی۔

خاکسار:۔ عطاء اللہ خان سکرٹری تبلیغ

لجنہ اماء اللہ گجرات کا ماہوار جلسہ

۵ر جولائی۔ زیر صدارت مکرمہ پریذیڈنٹ صاحبہ لجنہ اماء اللہ گجرات جلسہ ہوا۔ پہلے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیوں کی تشریح کی عاجزہ نے محمدی بیگم والی پیشگوئی پر مضمون پڑھا۔ بعد ازاں مولوی محمد اشرف صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت برجستہ تقریر کی۔ اور بہنوں کو اپنے فرائض کی طرف متوجہ کیا۔ خاتمہ پر صدر صاحبہ نے لنگر خانہ قادیان کے لئے ایک دیگ کی قیمت فراہم کرنے کی اپیل کی۔ اور چند منٹوں میں چالیس روپے کی رقم کے وعدے ہو گئے۔

خاکسار:۔ شریف بیگم اسسٹنٹ سکرٹری لجنہ اماء اللہ گجرات

اتحاد پارٹی کی حیات ثانیہ

سر سکندر حیات خانصاحب کی پُر حسرت تقریر

لاہور ۲۲ جولائی۔ سر سکندر حیات خان ڈپٹی گورنر ریزرو بنک آف انڈیا کے زیر صدارت یونینسٹ پارٹی کی ایک اہم میٹنگ نواب صاحب ممدوٹ کی کوٹھی میں ہوئی جس میں یونینسٹ پارٹی نے متفقہ طور پر سر سکندر حیات خان کو سر فضل حسین مرحوم کی جگہ پارٹی کا لیڈر تسلیم کیا اور انہیں اختیار دیا کہ وہ پارٹی کے جس ممبر کے نام حوز تعلیم بنائے جانے کے لئے گورنمنٹ پنجاب سے سفارش کرینگے تمام پارٹی اسکی حمایت کریگی سر سکندر حیات خان اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں پنجاب واپس آجائیں گے۔

میٹنگ کے آغاز میں سر سکندر حیات خان نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے بڑے رہنما کی رنجدہ وفات کے بعد جن کی یاد ابھی تک ہمارے دلوں میں تازہ ہے۔ میں پہلی میٹنگ میں شامل ہوا ہوں میری مراد محترم اور بزرگ لیڈر آنریبل سر فضل حسین سے ہے۔ جو صرف اس پارٹی کے لیڈر ہی نہیں تھے۔ بلکہ صوبہ اور ملک کے بھی لیڈر تھے۔ ایسی شخصیتیں پشت میں ایک ہی دفعہ آتی ہیں سر سید احمد کی وفات کے بعد سر فضل حسین کی طرح کوئی مسلمان لیڈر نہیں ہوا۔ جس نے قوم اور ملک کی بے مثال خدمت سر انجام دی ہو۔ اور جس کا ماتم ہمیشہ ہوتا رہیگا گو وہ گذشتہ بیس سالوں سے بیمار تھے۔ انہوں نے ایک منٹ کے لئے بھی اپنے فرائض کی سر انجام دہی سے کوتاہی نہیں کی میں نے مرحوم سے ڈلہوزی میں جو بات چیت کی تھی۔ وہ تا عمر نہیں بھولوں گا۔ انہوں نے مجھے اپنے ڈاکٹروں کے خطوط دکھائے جو بہت تشویشناک تھے۔ انہوں نے کہا۔ کہ "اب ٹھہرنے کے لئے واویلا کرنا فضول ہے۔ میں گذشتہ بیس سال سے بیمار ہوں اور کام کر رہا ہوں۔ اور اس وقت تک کام کروں گا۔ جب تک کہ میری طاقت کا آخری سانس بھی ملک اور فرقہ کی خدمت میں وقف ہو جائے گا۔ یہ تھی ان کی سپرٹ قربانی اور پارٹی کا مفاد۔ اب ہمارا بھی فرض ہے کہ اس کام کی تکمیل کریں۔ جو امانتاً ہمارے سپرد کئے گئے ہیں۔ اب ایک پرسنل ریمارک کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ نے جو ہندوستان کے عظیم پارلیمنٹیرین کی وفات سے پیدا شدہ خلا کو پُر کرنے کے لئے مجھے بلایا ہے۔ اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ سر سکندر حیات خان اپنے مرحوم رہنما کی تعریف میں جس وقت تقریر کر رہے تھے۔ تو دو دفعہ رو پڑے اور پارٹی کے چند ایک ممبر بھی رو پڑے۔

سر سکندر حیات خان نے مزید کہا کہ اپنی بہترین قابلیت کے مطابق میں اس بھاری کام کو چلانے کی کوشش کروں گا۔ جو مرحوم نے شروع کیا تھا۔ آپ میری خامیوں کو جانتے ہیں۔ اس لئے آپ مجھے معاف کیجئے گا۔ میں آپ کی تمام توقعات میں پورا نہیں اتر سکتا۔ کیونکہ سر فضل حسین جیسی شخصیت کا جانشین بننا آسان کام نہیں ہے۔

مقرر نے کہا۔ ہمارا فرض اولین یہ ہے۔ کہ ہمیں متحد رہنا چاہئے۔ اور اپنے اصول اور پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ کئی لوگ ایسے ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ہماری پارٹی مر چکی ہے یا جلد مر جائے گی۔ ہماری سرگرمیوں سے یہ منحوس پیشگوئیاں غلط ثابت ہو جانی چاہئیں۔ میں مرحوم لیڈر کے نام پر آپ کی پارٹی کے نام پر۔ آپ کے صوبہ کے نام پر آپ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ بہترین طریقہ پر متحد ہو کر ملک کی خدمت کیجئے۔ تاکہ ایسی فضا پیدا ہو جائے۔ کہ بہترین پنجابی اصحاب یونینسٹ پارٹی میں یا یونینسٹ پارٹی کے ساتھ کام کر کے ملک کی بہترین خدمت کرنا فخر سمجھیں۔

سر سکندر حیات خان نے مزید کہا کہ جب مجھے آپ کا پیغام پہنچا۔ جس میں آپ نے مجھے پنجاب واپس آنے کی دعوت دی تھی۔ تو میں قطعی جواب دینے کی پوزیشن میں نہ تھا۔ کیونکہ میں گورنمنٹ ہند سے یہ وعدہ کر چکا تھا۔ کہ میں اس وقت تک اپنے عہدہ کی پوری میعاد سے پہلے ریزرو بنک سے علیحدگی کا مطالبہ نہ کروں گا۔ جب تک اپنی پارٹی اور صوبہ کے بہترین مفاد مجھے اس کے لئے مجبور نہ کریں گے۔ آپ کی متفقہ درخواست نے میرے لئے اور کوئی راستہ نہیں چھوڑا۔ اور اب ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کے ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب اور آنریبل فنانس ممبر کے تلطف سے یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ کہ میں ماہ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں آپ کے درمیان آجاؤں گا۔

اب نازک مرحلہ پر ہمیں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہئے۔ جس سے ہماری پارٹی کا مفاد خطرہ میں پڑ جائے اس معاملہ میں ہمیں مل کر غور کرنا چاہئے۔ اور آپس میں فیصلہ کر کے دنیا کو دکھا دینا چاہئے۔ کہ ہم ایک متحد پارٹی ہیں۔

نواب شاہنواز خان صاحب نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا جو متفقہ طور پر پاس ہوا۔

"یہ میٹنگ سر سکندر حیات خان کی قربانی اور حب الوطنی کو خراج تحسین ادا کرتی ہے کہ جو انہوں نے ہماری متفقہ درخواست منظور کرنے میں دکھائی ہے۔ اور منظور کر لیا ہے کہ صوبہ اور پارٹی کے مفاد کی خاطر وہ ماہ اکتوبر کے آغاز میں پنجاب واپس آجائینگے۔ یہ میٹنگ انہیں

ابنائے فارس

نے بھی خدا کے فضل سے کتابی تبلیغ والی تجویز کو پسند فرمایا ہے چنانچہ جب یہ تجویز

(۱) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

کی خدمت میں پیش کی۔ تو آپ نے اُسے پسند فرمایا۔ اور پانچ سیٹ انگریزی پچیس روپے کے خریدے بھی۔ اسی طرح جب

(۲) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب

کی خدمت میں اس تجویز کا ذکر کیا۔ تو آپ نے بھی اس پر اظہار پسندیدگی فرمایا۔ اور خود بھی آرڈر عنایت فرمایا۔ اور آپ کے حرم محترم سے بھی آرڈر ملا۔ اسی طرح

(۳) صاحبزادہ میاں منصور احمد صاحب (۴) صاحبزادہ میاں داؤد احمد صاحب
(۵) " میاں منور احمد صاحب (۶) " میاں عباس احمد صاحب
(۷) " میاں منیر احمد صاحب (۸) " میاں خلیل احمد صاحب
(۹) " میاں وسیم احمد صاحب (۱۰) " میاں طاہر احمد صاحب

نے بھی تبلیغی سیٹ غیر ممالک میں بھجوانے کے لئے آرڈر عنایت فرمائے ؛

انشاء اللہ تعالیٰ باقی ابنائے فارس کی طرف سے بھی جلد ہی معقول تعداد کا آرڈر ملے گا۔

قوم کے جوانسالو! اور نونہالو! اٹھو! اور ابنائے فارس کی نیک مثال کو مدنظر رکھتے ہوئے عزم کر لو۔ کہ جب تک دنیا کے کونے کونے میں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہونچا نہ دیں گے۔ اس وقت تک دم نہ لیں گے۔ جس کا سب سے بہتر مؤثر اور آسان طریق یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی انگریزی۔ فارسی۔ اردو۔ کتابوں کے سیٹ خرید خرید کر دنیا کے تمام سمجھدار لوگوں تک پہنچا دو۔ اور جتنی لائبریریاں ہیں ان میں بھی رکھوا دو تاکہ ہر خاص و عام ان سے فائدہ اٹھائے۔

رعائتی قیمت انگریزی سیٹ پانچ روپیہ۔ رعائتی قیمت اردو سیٹ اڑھائی روپیہ رعائتی قیمت فارسی سیٹ ڈیڑھ روپیہ۔

خاکسار:- ملک فضل حسین منیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

باجلاس رائے سورج بھان صاحب
بی۔ اے۔ ایل ایل بی منصف کوٹھ

مثل ۳ ۶ دیوانی سال ۱۹۳۶ء

مقدمہ شیر محمد ولد شاہدین قوم سلیمان خیل ساکن شالدرہ کانے مدعی تحصیل کوٹھ

بنام

پنجوبل سروبل بذریعہ سروبل ولد پنجوبل دوکاندار کوٹھ مدعاعلیہ

دعویٰ بمبلغ ۳۰ اصل علاوہ خرچہ مقدمہ

مقدمہ صدر میں مدعاعلیہ روپوش ہے۔ اور باوجود تلاش کے کچھ پتہ مدعاعلیہ کا نہیں ملا۔ اس لئے یہ اشتہار دیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعاعلیہ صدر بتاریخ ۲۰ ۸ ۳۶ بوقت ۱۱ بجے دن اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہیں کرے گا۔ تو بموجب آرڈر ۹ قاعدہ ۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی تجویز مقدمہ یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۱۸ ماہ جولائی ۱۹۳۶ء جاری ہوا ؛

دستخط حاکم (مہر عدالت)

رشتہ کی ضرورت ہے

ایک معزز مغل گھرانے کی نوجوان لڑکی بعمر ۱۶ سال کے لئے جو پانچویں جماعت میں تعلیم حاصل کر رہی ہے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی کے والدین کی طرف سے علاوہ دیگر جہیز کے قادیان میں ایک کنال سکنی زمین بھی دی جائے گی۔ لڑکا برسر روزگار اور دیندار احمدی ہونا چاہیئے۔ جس کی تصدیق مقامی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کریں۔ قوم مغل کو ترجیح دی جائیگی۔ خط و کتابت بنام مرزا عمر بیگ صاحب پریذیڈنٹ حلقہ مسجد اقصےٰ قادیان کی جائے ؛

ناظر امور عامہ قادیان

ایک اسی۸۰ سالہ بوڑھے کی آواز!
میں باوجود اسّی سالہ بوڑھا ہونے کے الحمد للہ!
اب جوانوں سے بھی بڑھکر طاقت محسوس کر رہا ہوں، کیونکہ اسلئے کہ میں گاہے گاہے نور اینڈ سنز کی ساختہ مشہور طاقت کی دوا "اکسیر اکبر" کا استعمال کرتا رہتا ہوں، جو ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، سستی، اداسی غرضیکہ جملہ کمزوریوں کیلئے تیر بہدف، دل میں نئی امنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانے کیلئے اپنی نظیر آپ ہی ہے اور جس کی خوبیوں کے
تجربہ کار ڈاکٹر بھی گیت گا رہے ہیں!
چنانچہ ڈاکٹر شیر محمد صاحب حالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جسکی عمر پچاس سال سے بھی متجاوز ہو چکی تھی، اور جس کو کمزوری تقریباً عرصہ پچیس سال سے تھی، استعمال کرائی گئی، استعمال کے بعد حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے"
یہ سونے کے کشتہ، کستوری، عنبر، لوہمبین وغیرہ بیش بہا اجزاء کا بہترین مرکب ہے، قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف بیس روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔
ملنے کا پتہ
منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

عیسائیت اور آریہ مذہب کے رد میں
محمد اینڈ کرائسٹ بزبان انگریزی ۔ ۔ ۔ عہ
حقیقۃ المسیح۔ ایک عیسائی کے سوالات کا جواب ۳ر
جنگ مقدس۔ اسلام اور عیسائیت کی سچائی پر پادری عبداللہ آتھم سے مباحثہ ۔ ۱۲ر
حجۃ الاسلام۔ عیسائیوں پر صداقت اسلام کی حجت ۔ ۴ر
سچائی کا اظہار۔ عیسائیوں کے بعض اعتراضات کا جواب ۴ر
عصمت انبیاء۔ قرآن کریم سے جملہ انبیاء کی بیگناہی ثابت کی گئی ہے۔ ۹ر
محصول ڈاک علاوہ
سرمہ چشم آریہ۔ مکمل رد اعتراضات آریہ ۔ عہ
شحنۂ حق۔ آریوں کے بعض اعتراضات کا مفصل جواب ۸ر
ترجمہ اردو یجر وید۔ پنڈت بھگوت دت صاحب بی۔ اے کا مستند ترجمہ عہ
مسئلہ بہشت۔ اسلام اور آریہ کے نکتہ نگاہ سے روشنی ڈالی گئی ہے ۲ر
ویدوں کا بہشت ۸ر
تناسخ ۔ ۳ر
اسمائے الٰہیہ ۔۔ ۷ر
ست بچن ۔ ۔ ۸ر
الروح ۔ ۔ ۳ر
ویدک سائنس ۔۔ ۲ر
آریہ دھرم ۔۔ ۱۲ر
نجات ۔ ۔ ۱ر
مکمل فہرست کتب طلب کرنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔
ملنے کا پتہ
منیجر دارالکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کانپور ۲۲ جولائی - آج مسٹر کے ایل گابا پیر چھاؤنی میں گرفتار کر لئے گئے۔ کیونکہ ان کی ضمانت منسوخ کر دی گئی ہے انہیں عنقریب لاہور لایا جائے گا۔

کراچی ۲۲ جولائی - روزنامہ "سندھ آبزرور" کے بورڈ آف ڈائرکٹران نے اخبار مذکور کے ایڈیٹر کو اس بنا پر موقوف کر دیا ہے کہ اس نے باوجود منع کرنے کے پنڈت جواہر لال نہرو کے دورہ سندھ کے متعلق خبریں شائع کیں۔

ملتان ۲۲ جولائی - گذشتہ شب ۹ بج کر تیس منٹ پر یہاں زلزلہ کے تین جھٹکے محسوس کئے گئے۔ بہت سے لوگ سراسیمہ ہو کر اپنے گھروں سے باہر دوڑ پڑے۔

قاہرہ ۲۲ جولائی - ادیس آبابا کے مصری قونصل خانہ نے وزارت خارجہ کو جو اطلاعات بھیجی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ افواج جو پہلے راس کاسا کے زیر قیادت تھیں۔ اب جنوب کی طرف سے ادیس آبابا کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اور راس سیوم ایک اور سمت سے پیشقدمی کر رہا ہے۔ سخت جنگوں کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ جن میں اطالیہ اور حبشہ دونوں کا زبردست نقصان ہوا ہے۔

مدراس ۲۲ جولائی - کل مدراس میں یہ خبر پہنچنے پر کہ کڈالور کی بندرگاہ میں ایک جہاز کو آگ لگ گئی ہے۔ بندرگاہ کا ایک فائر بریگیڈ بھیج دیا گیا۔ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ جہاز ابھی تک جل رہا ہے۔ اس میں چودہ سو ٹن سامان لدا ہوا تھا جس کا بچانا ناممکن ہے۔

میڈرڈ ۲۲ جولائی - کل ہسپانیہ کی باغی فوج اور سرکاری فوج کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوتی رہی جس میں حکومت کی فوج غالب آئی۔ حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ باغی فوج نے اطاعت قبول کر لی ہے اس کے لیڈر کو قید کر لیا گیا۔ ڈائرڈوا میں ابھی صبح کے وقت جنگ ہوئی۔ لیکن سرکاری فوج نے حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔ حکومت کا دعوٰی ہے کہ اکثر صوبجات کے مراکز میں صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ لیکن پانچ ہزار باغیوں کا ایک لشکر سارا گوسا کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔

لنڈن ۲۲ جولائی - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ برطانیہ فرانس اور بیلجیم کے نمائندے لنڈن میں جمع ہو کر یورپ کی موجودہ حالت اور عام معاہدہ کے ذریعہ قیام امن کے مسئلہ پر غور و خوض کریں گے۔

میڈرڈ ۲۲ جولائی - ہسپانیہ کے ۵۴ صوبوں میں سے دس پر باغی قابض ہیں۔ حکومت عوام اور مزدوروں کو مسلح کر کے باغیوں کی سرکوبی کے لئے تیار کر رہی ہے۔ فوج کے ایک ہزار افسر جن پر باغیوں سے ہمدردی رکھنے کا شبہ ہے۔ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

ٹینجیر ۲۲ جولائی - باغیوں کے صدر مقام واقعہ ٹیوٹس کی طرف سے غیر جانبدار جہازوں سے کہا گیا۔ کہ وہ بندرگاہ سے نکل جائیں۔ کیونکہ باغی سرکاری جنگی جہازوں پر حملہ کر رہے ہیں۔

شیخوپورہ ۲۲ جولائی - سانگلہ ہل سے چار میل کے فاصلہ پر ایک گاڑی کے نیچے بم پھٹنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بم زمین میں دفن تھا۔ جو ریل چلانے پر ٹھوکر سے پھٹ گیا۔ اتفاق سے زمیندار بال بال بچ گیا۔ اس سلسلہ میں پانچ گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) شاہ ہیلی سلاسی کو امریکہ کی مختلف سوسائیٹیوں کی طرف سے دعوت نامے موصول ہوئے ہیں کہ وہ امریکہ آ کر لیکچر دیں۔ چونکہ شاہ حبشہ کو اطالوی افواج کے مقابلہ کے لئے حبشی فوج کی تنظیم کی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے امریکہ جا کر چندہ کے لئے اپیل کر سکیں گے۔

لنڈن ۲۲ مئی - اخبارات کی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ مسٹر ڈی ویلرا نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ آئرلینڈ ملک معظم کی تاج پوشی کی تقریب میں شامل نہیں ہو گا۔

لنڈن ۲۲ جولائی - روزنامہ "ڈیلی ہیرلڈ" کو معلوم ہوا ہے کہ فلسطین کی شورش کے اسباب و علل معلوم کرنے والا کمیشن مسٹر پیل کی قیادت میں قائم کیا جائے گا۔

لنڈن ۲۲ جولائی - ملک معظم چند روز تک ایک جنگی کشتی میں عازم فرانس ہونگے۔ تاکہ ویمارج میں کینیڈا کی جنگی یادگار کو بے نقاب کریں۔

واشنگٹن ۲۲ جولائی - ہسپانیہ کی صورت حالات کے پیش نظر ممالک متحدہ امریکہ کے دو جنگی جہازوں کو بحیرہ روم میں جانے کا حکم دیدیا گیا ہے۔ اور ایک جنگی جہاز کو حسب ضرورت امریکی شہریوں کے بچانے کے لئے سان سبسٹین بھیج دیا گیا ہے۔

پیرس ۲۲ جولائی - سرحد فرانس سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج ہسپانوی باغیوں نے شدید جنگ کے بعد سان سبسٹین پر قبضہ کر لیا۔ سرکاری فوج کے ۴۲ سپاہی ہلاک ہوئے۔ برطانوی سیاح چند موٹروں میں سوار ہو کر سرحد فرانس میں داخل ہو گئے۔

امرتسر ۲۲ جولائی - گیہوں حاضر ۲ روپے ۸ آنے ۹ پائی۔ نخود حاضر ۲ روپے ۲ آنے۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۲ آنہ ۶ پائی۔ چاندی دیسی ۴۹ روپے ۶ آنے ہے۔

نوشہرہ ۲۲ جولائی - سرحد کے ایک سرخپوش لیڈر مولوی غلام ربانی کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف گرفتار کیا گیا ہے۔

لکھنؤ ۲۲ جولائی - اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ شاہجہان پور کے قریب ایک کشتی غرق ہونے سے پچاس اشخاص ڈوب گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک درخت دریا پر جھکا ہوا تھا۔ جب کشتی اس کے نیچے پہنچی۔ تو ایک سانپ کشتی میں آ گرا۔ تمام لوگ خوف سے کشتی کے ایک کونے میں آ گئے۔ جس سے کشتی الٹ گئی۔

لکھنؤ ۲۲ جولائی - سیلاب زدہ اضلاع سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ دریائے تاپتی اب بھی اپنی گزرگاہ میں بربادی اور تباہی برپا کر رہا ہے۔ ضلع بستی میں دریا کے بند میں شگاف ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پانی بڑے زور سے اردگرد کے ۴۸ دیہات میں پھیل گیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ کئی اشخاص ہلاک ہوئے۔ اور جانداد کو بھی کافی نقصان پہنچا۔

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) شرق اردن کے سفر کرنے والے ایک سیاح نے بیان کیا ہے۔ کہ شرق اردن کے ماہرین نظم و نسق کا خیال ہے۔ کہ اگر فلسطین کے حالات میں بہت جلد اصلاح نہ ہوئی تو اس کے اثر سے شرق اردن بھی محفوظ نہ رہے گا۔

کلکتہ ۲۲ جولائی - کانگرس نیشنلسٹ پارٹی بنگال نے کل پنڈت مالویہ کے اعزاز میں دعوت دی۔ اس مجلس میں طویل بحث و تمحیص کے بعد قرار پایا۔ کہ بنگال کے کانگریسیوں کے دستخطوں سے کانگرس کی مجلس عاملہ سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ فرقہ وارانہ فیصلہ کے سلسلے میں بنگال کی پوری پوری امداد و معاونت کرے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی